ظالم سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا جہاد ہے (حدیث نبویؐ)

SPEAKER
Manchester/ Gujrat

روزنامہ سپیکر
مانچسٹر
گجرات

چیف ایگزیکٹو مقبول الٰہی بٹ
چیف ایڈیٹر محبوب الٰہی بٹ
فری اخبار

10 جون 2021ء

بھارت میں یورینیم کی غیر قانونی فروخت پر تحقیقات کا انتظار ہے: یورپی یونین

بھارت میں یورینیم کی غیر قانونی فروخت کوئی نئی بات نہیں تاہم یورپی یونین کو اس پر تشویش ہے: پیٹر سٹانو

برسلز (سپیکر نیوز) یورپین یونین نے بھارت میں غیر مجاز افراد کی طرف سے یورینیم کی غیر قانونی فروخت پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اس عزم کو دہرایا ہے کہ ہم اس پر ہونے والی تحقیق کے انتظار میں ہیں اور جوں ہی کوئی رپورٹ آئے گی تو اس کی روشنی میں آئندہ کا لائحہ عمل تیار کیا جائے گا۔ یورپی یونین کے خارجہ اور سیکورٹی پالیسی امور کے ترجمان پیٹر سٹانو نے میڈیا کی جانب سے پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ ہندوستان میں بار بار یورینیم کی غیر قانونی فروخت کے واقعات ہو رہے ہیں۔ ایک مہینے میں 2 مرتبہ ہندوستانی پولیس نے جوہری مواد کی تجارت میں ملوث غیر مجاز لوگوں سے یورینیم ضبط کیا۔ یہ واقعات بین الاقوامی امن و سلامتی کیلئے گہری تشویش کا باعث اور ہندوستان میں جوہری بلیک مارکیٹنگ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ کیا یورپین یونین نے ان واقعات کا نوٹس لیا اور اسے ہندوستان کے ساتھ اٹھایا ہے؟ ایٹمی مواد کے پھیلاؤ کو روکنے کیلئے ایک سوال کے جواب میں کہ یونین کو کیا یقین دہانی موصول ہوئی ہے کیونکہ ہندوستان NSG کی رعایت کے تحت جوہری مواد کے بڑے ذخائر حاصل کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ آپ کی رائے میں، کیا ہندوستان ایٹمی مواد کی حفاظت کو سنجیدگی سے لے رہا ہے؟ کیونکہ جوہری پھیلاؤ، بین الاقوامی امن اور سیکورٹی کیلئے شدید خطرے کا سبب بن سکتا ہے؟ اس سوال پر یورپین یونین کے لیڈ ترجمان (بقیہ اندرونی صفحہ پر)

لاک ڈاؤن ہسپتالوں کے حالات دیکھ کر ہی کھولا جائیگا

لاک ڈاؤن میں نرمی کے بعد تشدد و جرائم نیز چاقو زنی کی وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے

ہڈرزفیلڈ (وکٹر جان نمائندہ کرچن ٹائمز سپیکر) برطانیہ کے شہریوں کو لاک ڈاؤن میں نرمی کا انتظار تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے 17 جون کو سب کچھ نارمل ہونے والا ہے لیکن بھارتی کورونا نے شہریوں کے جذبات پر اوس ڈال دی کیونکہ حکومت نے اعلان کیا ہے کہ ہسپتالوں کے حالات دیکھ کر ہی لاک ڈاؤن کو مکمل طور پر کھولا جائے گا۔ ادھر لاک ڈاؤن کھلنے پر پرتشدد جرائم کی لہر نے ملک کے نظام کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ گذشتہ ایک ہفتہ کے دوران 18 افراد کو چاقو زنی کی وارداتیں سر عام ہوئیں جن میں سے چھ افراد زخموں کی تاب نہ لا کر ہلاک ہو گئے۔ 31 مئی کو لندن کے علاقے ایجویئر میں 19 سالہ لڑکے کو چاقو مار کر قتل کر دیا گیا۔ بیلگنڈن میں ماں اور بیٹے کو چاقو مار کر موت کی وادی میں پہنچا دیا گیا۔ برمنگھم میں 14 سالہ لڑکے کو چاقو مار کر ہلاک کیا گیا اور بروملی میں ٹرین ورکر کو چاقو مارا گیا۔ میٹروپولیٹن پولیس فیڈریشن کے چیئرمین کین مارش کے مطابق کہ لاک ڈاؤن ختم ہونے کے بعد مزید ایسے واقعات کا سامنا ہو سکتا ہے۔ گذشتہ ہفتہ کے پرتشدد جرائم میں اضافہ کی (بقیہ اندرونی صفحہ پر)

عالمی برادری میانمار میں کارروائی سے باز رہے: چین کا انتباہ

چین آسیان ممالک کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتا ہے: آسیان کانفرنس میں خطاب

بیجنگ (سپیکر نیوز) چین نے انتباہ کیا ہے کہ دنیا میانمار میں کسی کارروائی سے باز رہے اور فوجی بغاوت کے تناظر میں کسی بھی پابندی کی صورت کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کی تنظیم آسیان کے وزرائے خارجہ کا اجلاس گزشتہ روز سے چین کی میزبانی میں چونگ چن شہر میں شروع ہو گیا۔ اجلاس میں چینی مندوب نے میانمار کی صورت حال کے حوالے سے آسیان کے ساتھ مل کر کام کرنے کا عزم کیا، تاہم انہوں نے میانمار پر یکطرفہ پابندیاں لگانے سے بھی خبردار کیا۔ آسیان کانفرنس کی میزبانی کو امریکا کے ساتھ جاری تجارتی جنگ اور دیگر تنازعات کے تناظر میں اہم کامیابی کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ وزرائے خارجہ کے اجلاس میں کورونا وائرس سے متاثر ہونے والی سیاحت اور معیشت کو بحال کرنے، وبا سے نمٹنے کی کوششوں کو مربوط بنانے اور ایشیائی ممالک کے درمیان آزادانہ آمدورفت کے لیے ویکسین پاسپورٹ پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اجلاس سے قبل چینی وزیر خارجہ نے میانمار کی فوج کی جانب سے بغاوت کے بعد مقرر کردہ وزیر خارجہ وناما انگ لین نے ملاقات کی۔ دوسری جانب انڈونیشی وزارت خارجہ نے اپنے بیان میں کہا کہ اپریل میں منعقد کیے گئے آسیان سربراہ اجلاس میں طے کردہ 5 متفقہ نکات گفتگو کو مرکز ہوں گے، جن میں میانمار میں فوری تشدد روکنے اور دیگر اقدامات کے علاوہ فوج اور جمہوریت نواز حلقوں کے مابین مذاکرات میں ثالثی کے لیے ایلچی بھیجنے پر زور دیا گیا تھا۔

پاکستانی و بنگلہ دیشی کمیونٹی کی کورونا ویکسین کی دوسری خوراک لینے میں سستی

پاکستانی بیک گراؤنڈ کے حامل 70 سال سے زائد عمر کے 82.4 فیصد افراد نے ویکسین حاصل کر لی ہے: او این ایس

لندن (نمائندہ سپیکر) لندن میں جاری ہونے والے سرکاری اعداد و شمار میں واضح کیا گیا ہے کہ پاکستانی و بنگلہ دیشی کمیونٹی میں کورونا ویکسین کی دوسری خوراک لینے میں سستی کر رہی ہے جبکہ ان افراد میں تمام نسلی گروہوں میں کورونا وائرس کووڈ 19 ویکسین کی دوسری خوراک لینے کی شرح سب سے کم ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق پاکستانی بیک گراؤنڈ رکھنے والے 70 سال سے زائد عمر کے 82.4 فیصد نے کووڈ 19 ویکسین کی پہلی خوراک لگوائی تھی کے بارے میں خیال ہے کہ 9 مئی تک انہیں ویکسین کی دوسری خوراک مل گئی ہو جبکہ بنگلہ دیشی بیک گراؤنڈ رکھنے والوں میں یہ تناسب 82.7 فیصد ہے۔ سفید فاموں میں یہ تناسب 96.3 فیصد ہے۔ او این ایس نے یہ ڈیٹا مرتب کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ 15 مئی سے قبل کورونا کووڈ 19 ویکسی نیشن کی پہلی خوراک کی بنیاد پر جمع کیا گیا ہے۔ اس سے کورونا ویکسین کی دوسری خوراک حاصل کرنے یا آفر کیلئے خاصا وقت کی مہلت مل جاتی ہے۔ اعداد و شمار سے علم ہوتا ہے کہ بلیک افریقن کے طور پر ویکسین کی پہلی خوراک لینے والے 84 فیصد افراد نے دوسری خوراک بھی حاصل کر لی جبکہ بلیک کیریبین کے طور پر شناخت کیے جانے والے 87 فیصد افراد نے دوسری خوراک لگوائی۔ او این ایس کا کہنا تھا کہ ان دونوں گروپس میں پہلی خوراک لینے کا تناسب پست ترین تھا جبکہ دوسری خوراک لینے کا تناسب پاکستانی اور بنگلہ دیشی بیک گراؤنڈ رکھنے والے افراد کے مقابلے میں کچھ زیادہ تھا۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ مذہبی وابستگی کے حوالے سے بھی کورونا ویکسین کی دوسری خوراک لینے کی شرح مختلف ہے۔ 70 سال سے زیادہ عمر کے افراد میں جن کی شناخت مسلمان کی حیثیت سے ہوئی میں تناسب 84.7 فیصد بدھ مت میں 93.3 فیصد جبکہ یہودی یا مسیحی شناخت رکھنے والوں میں تناسب بالترتیب 96.9 فیصد اور 96.2 فیصد پایا گیا۔ ہندو کے طور پر شناخت رکھنے والوں میں تناسب 95.4 فیصد اور سکھوں میں 94.3 فیصد رہا۔ رپورٹ کے مطابق 15 مارچ تک انگلینڈ میں کورونا ویکسین کی پہلی خوراک لینے والے اور 70 سال سے زائد عمر کے افراد کے بارے میں یہ اندازہ ہے کہ وہ 9 مئی تک کورونا کووڈ 19 کی دوسری خوراک لے چکے ہیں۔ او این ایس کا کہنا ہے کہ مردوں میں خواتین کے مقابلے میں تناسب زیادہ ہے۔ مردوں میں 96.2 فیصد اور خواتین میں 95.8 فیصد ہے۔

تشدد و جرائم کے حالیہ واقعات سے سختی کے ساتھ نمٹا جائے گا

میٹروپولیٹن پولیس شراکت داروں کے ساتھ قریبی تعاون سے کام کر رہی ہے

لندن (نمائندہ کرسچن ٹائمز) میٹ پولیس چیف نے لندن میں ہونے والے حالیہ تشدد و جرائم کے واقعات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے انتباہ کیا ہے کہ ایسے واقعات سے مستقبل میں سختی کے ساتھ نمٹا جائے گا۔ وائلنٹ کرائم ٹاسک فورس کے سپرنٹنڈنٹ ٹام ناففن نے کہا کہ میٹ کے پاس اس طرح کے واقعات سے نمٹنے کے لئے وسائل اور صلاحیتیں موجود ہیں اور افسران زیادہ نقصان پہنچانے والے جرائم کو برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے یہ ریمارکس گذشتہ ہفتے دارالحکومت بشمول برکسٹن اور ساؤتھ ویسٹ لندن میں پیش آنے والے متعدد واقعات کے بعد دیئے، جہاں ایک ہجوم نے اہلکاروں پر بوتلیں پھینکیں اور پتھراؤ کیا، جائے وقوعہ پر پولیس کو چھریاں گھونپے جانے اور فائرنگ کی اطلاع دی گئی تھی۔ پولیس نے ویسٹ لندن کے ہائیڈ پارک میں ہونے والے پرتشدد واقعات کی بھی مذمت کی جس کے بعد افسران کو متعدد افراد کی جانب سے خنجر دکھائے جانے کی اطلاع ملی۔ سپرنٹنڈنٹ ٹام ناففن نے کہا کہ گرم موسم اور کورونا وائرس کی پابندیوں میں نرمی کے باعث عوامی مقامات پر لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ پچھلے چند ہفتوں سے گرم موسم رہا ہے، پابندیوں میں بھی کمی واقع ہوئی ہے لہذا کچھ جگہوں پر گروپس جمع ہوتے رہے ہیں۔ ہم نے عوامی مقامات پر لوگوں کو بڑی تعداد میں دیکھا ہے تاہم پچھلے چند ہفتوں میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے ہیں جنہیں نوٹ کیا گیا ہے۔ ہمیں یہ یقینی بنانا ہوگا کہ ہم ان اہم علاقوں میں موجود ہیں جہاں پیش گوئی کی گئی ہے کہ مستقبل میں تشدد ہو سکتا ہے۔ برکسٹن میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ جب افسران نے ہتھیاروں کی تلاشی میں اضافہ کیا تو یہ واقعات رونما ہوئے ہیں، جس کی مجھے فکر ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ میٹروپولیٹن پولیس نے اپنی صلاحیتوں میں اضافہ کیا ہے تاکہ تشدد کی آن لائن حوصلہ افزائی سے نمٹا جا سکے۔ 21 جون کو پابندیوں میں مزید نرمی کرنے سے پہلے فورس کی تیاری کے بارے میں پوچھے جانے پر انہوں نے کہا کہ میٹروپولیٹن پولیس، شراکت داروں (بقیہ اندرونی صفحہ پر)

عوامی ورکرز پارٹی کی حامد میر کی برطرفی کی شدید مذمت

پاکستان کا میڈیا تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہا ہے: پارٹی کا موقف

لیڈز (پرویز فتح نمائندہ سپیکر) عوامی ورکرز پارٹی میڈیا اتھارٹی کے قیام کی پرزور مخالفت اور حامد میر کی برطرفی کی مذمت کرتی ہے۔ تحریر، تقریر اور اظہار رائے کی آزادی بنیادی انسانی حق ہے اور اس کے بغیر آزادی کا تصور ممکن نہیں۔ پاکستانی حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کی یہ روش ملک کو انارکی کی طرف لے جائے گی اور چھوٹے صوبوں میں نفرت کو ہوا دے گی۔ عوامی ورکرز پارٹی برطانیہ نے صحافیوں کے خلاف تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات اور آزاد میڈیا کا گلا گھونٹنے کی حکومتی کوششوں پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور اسے آزادی اظہار اور پریس کی آزادی پر حملہ قرار دیا ہے۔ پارٹی نے معروف صحافی اور مقبول ترین پروگرام کیپٹل ٹاک کے میزبان حامد میر کو ہٹانے پر افسوس کا اظہار کیا اور اسے اختلاف رائے رکھنے والوں کا گلا دبانے اور پاکستان میں موجودہ ہائبرڈ حکومت کی آمرانہ حکمرانی کو مستحکم کرنے کی سمت ایک اور ناکام کوشش قرار دیا ہے۔ یاد رہے کہ گذشتہ ہفتے کے آغاز میں حامد میر نے صحافی اور یوٹیوبر اسد علی طور پر حالیہ حملے کے خلاف نیشنل پریس کلب کے باہر ایک احتجاجی ریلی میں تقریر کے دوران طاقتور غیر جمہوری اداروں پر سخت تنقید کی نیز ملک میں صحافیوں پر بڑھتے ہوئے حملوں اور تشدد کے واقعات کی چھان بین اور ذمہ داروں کا احتساب کرنے کا مطالبہ کرنے پر جیو نیوز کے انتظامیہ نے کیپٹل ٹاک کی میزبانی کرنے سے روک دیا تھا۔ اسد طور کو 25 مئی کو اسلام آباد کے سیکٹر ایف۔11 میں واقع ان کی فلیٹ میں گھس کر تین (بقیہ اندرونی صفحہ پر)

برطانیہ میں نصف بالغوں کو کورونا ویکسین لگا دی گئی

وزیراعظم بورس جانسن کی طرف سے اس عظیم کامیابی کا خیر مقدم کیا ہے

لندن (نعیم واعظ نمائندہ سپیکر) برطانیہ میں جاری ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق برطانیہ میں بالغوں کی نصف تعداد کو کورونا ویکسین فراہم کر دی گئی ہے جبکہ وزیراعظم بورس جانسن کی طرف سے اس عظیم کامیابی کا خیر مقدم کیا ہے۔ اب تک مجموعی طور پر 26422303 دوسری خوراکیں دی جا چکی ہیں۔ وزیر صحت میٹ ہینکوک نے تصدیق کی ہے کہ برطانیہ کے بالغ افراد کی تین چوتھائی تعداد نے پہلی خوراکیں حاصل کر لی ہیں۔ برطانیہ میں استعمال کیلئے منظوری حاصل کرنے والی چار میں تین کیلئے کووڈ 19 کے خلاف زیادہ سے زیادہ تحفظ کے لیے دو خوراکیں لازمی ہیں۔ دریں اثناء برطانیہ میں کورونا کے کیسوں میں اضافہ جاری ہے، جمعرات کو مزید 5274 انفیکشنز رپورٹ کیے گئے، جبکہ ایک پازیٹو ٹیسٹ کے 28 دنوں کے اندر مزید 18 اموات ریکارڈ کی گئیں۔ وزیر صحت نے کہا ہے کہ انہیں ویکسین رول آؤٹ کی پیش رفت پر مسرت (بقیہ اندرونی صفحہ پر)

وطن عزیز کے تمام گدی نشینوں سے التماس

یارو وطن عزیز پر کچھ رحم کھایئے
آزمودہ رہزنوں کی لوٹ سے چھڑایئے
گدی نشیں لیڈر سے زندانی ہے التماس
چند نئے راہزنوں سے وطن کو بچایئے

سلامت بریعہ زندانی

دنیا بھر کے مسیحیوں کے حقوق کا ترجمان
Monthly CHRISTIAN TIMES Manchester
ماہنامہ کرسچن ٹائمز مانچسٹر
چیف ایڈیٹر: چوہدری شفیق الزمان
ایڈیٹر: نعیم واعظ
07888997104

اظہار تعزیت برائے متاثرین حادثہ

سلامت بریعہ زندانی

میرا سخن غم محرومیت سب آپ تک پہنچے
میرا اظہار غم و تعزیت سب آپ تک پہنچے
شریک غسل ہرمیت مجھے سمجھو اے زندانی
دعائے مرحمت و مغفرت سب آپ تک پہنچے

زکریا احسان انتقال فرما گئے

سلاؤ (سلامت بریعہ زندانی رنمائندہ سپیکر رکرسچن ٹائمز) انتہائی افسوس کے ساتھ یہ اطلاع کی جاتی ہے کہ مسیحی کمیونٹی کے راہنما اور کرسچن ٹائمز کے چیف ایڈیٹر شفیق الزمان کے بہنوئی زکریا احسان طویل علالت کے بعد سلاؤ میں انتقال کر گئے- ان کی جنازہ سروسز سلاؤ کریمیشن سمٹری میں ادا کر کے انہیں سپرد خاک کر دیا گیا- ان کی نماز جنازہ کی سروسز پاسٹر روزی نے ادا کیں جبکہ پاسٹر اسلم پورن' منسٹر رفیق الزمان اور ایڈون یونس نے ان کی معاونت کی- اس موقع پر پادری (بقیہ اندرونی صفحہ پر)

مسیحی کمیونٹی کا پاکستان کی ترقی میں بہت بڑا ہاتھ ہے: ڈاکٹر ظہور

حکومت اقلیتوں کو ہر شعبہ زندگی میں یکساں مواقع فراہم کر رہی ہے: وطن عزیز کے پرچم میں سفید رنگ اقلیتوں کا نشان ہے

سٹاک ہوم (کرسچن ٹائمز نیوز) سویڈن میں پاکستانی سفیر ڈاکٹر ظہور احمد نے مسیحی کمیونٹی کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسیحی کمیونٹی کا پاکستان کی ترقی میں بہت ہاتھ ہے جبکہ حکومت پاکستان اقلیتوں کو ہر شعبہ میں یکساں مواقع فراہم کر رہی ہے۔ نئے پاکستان کی تعمیر میں مسیحی برادری بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔ وطن عزیز کے پرچم میں سفید رنگ اقلیتوں کی ترجمانی کرتا ہے، پاکستان میں اقلیتوں کو تحفظ حاصل ہے، مسیحی بھائیوں کی ترقی کیساتھ ملکی دفاع میں بھی قابل قدر خدمات ہیں۔ مسیحی برادری کی خدمات کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، نئے پاکستان میں تمام اقلیتی نمائندوں کو ساتھ لیکر چل رہے ہیں۔ ہم مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان سب کا ملک ہے اور اس میں بسنے والے تمام لوگ بلا امتیاز مذہب، رنگ و نسل پاکستان کے شہری ہیں۔ ڈاکٹر ظہور احمد نے سویڈن میں پاکستانی مسیحی کمیونٹی کے کلیدی کردار کو سراہتے ہوئے ان کے پاکستان اور سویڈن کے درمیان پل کے کردار پر تعریف کی اور کہا کہ ہمیں آپ پر فخر ہے۔ گذشتہ ہفتہ سویڈن کے دوسرے بڑے شہر گوتھن برگ میں واقع سیمرون چرچ کے دورہ کا بھی ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہاں ان کو پاکستان میں 40 سال نرسنگ اور تعلیم کے شعبہ میں کام کرنے والی سویڈش نرس پٹیلیکر دال سے ملاقات کر کے (بقیہ اندرونی صفحہ پر)

بچے کو کاٹنے پر کتے کے مالک کو جرمانہ اور سزا

ملزم پر زندگی بھر کتا رکھنے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی

لندن (نعیم واعظ رنمائندہ سپیکر) سپر مارکیٹ کے باہر 5 سالہ بچے پر حملہ کر کیا سے شدید زخمی کرنے والے کتے کے مالک 69 سالہ رابرٹ رائٹ کو 2,000 پونڈ جرمانہ اور 18 ماہ کیلئے معطل 16 ماہ قید کی سزا سنادی گئی، ملزم رابرٹ رائٹ اپنے 10 سالہ بل ٹیریر کو اپنے ساتھ لے کر سپر مارکیٹ آیا جہاں کتے نے 5 سالہ بچے کو شدید زخمی کر دیا- بچے کو علاج کی غرض سے ہسپتال داخل کیا گیا جہاں کوشش کے باوجود اس کے چہرے پر آنے والی خراشوں میں کمی نہیں ہو سکی۔ وارورک کراؤن کورٹ کے جج چارلس تھومس نے کتے کے مالک ملزم پر تا زندگی کتا رکھنے کی پابندی بھی عائد کر دی ہے- کنسنگٹن کورٹ کے رہائشی ملزم رائٹ نے عدالت میں اعتراف کیا کہ کتا اس کے قابو سے باہر ہو گیا تھا- ملزم کو رات کو 9 بجے سے صبح 7 بجے تک گھر سے باہر نکلنے پر پابندی ہوگی۔ پراسیکیوٹر لارا ہوتگبری نے عدالت کو بتایا کہ اسٹور کے اندر جانے سے پہلے رائٹ نے کتے کو ایک ستون کے ساتھ کس کر باندھ دیا تھا اور اسٹور کے عملے کے ایک رکن کو اس پر نظر رکھنے کی ہدایت کی تھی لیکن عدالت کو بتایا گیا کہ رائٹ اسٹور کے اندر تھا- اس دوران ایک خاتون اپنے بیٹے کے ساتھ وہاں آئی جبکہ بیٹا دوڑ کر ماں سے (بقیہ اندرونی صفحہ پر)

پاکستان ہائی کمیشن کا پنجاب میں زیر التواء مقدمات کیلئے چینل کا قیام

لندن (سپیکر نیوز) پاکستان ہائی کمیشن لندن نے پنجاب، پاکستان میں زیر التواء مقدمات میں تیزی لانے میں مدد کے لئے ہائیکورٹ، لاہور کے ساتھ براہ راست رابطوں کا چینل قائم کیا ہے۔ برطانیہ میں رہائش پذیر پاکستانی نژاد برطانوی جن کے کیسز پنجاب کی مختلف عدالتوں میں زیر التوا ہیں وہ اب ہائی کمیشن کے توسط سے اپنی درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔ ہائی کمیشن کا متعلقہ شعبہ یہ درخواستیں جلد از جلد کارروائی اور تصرف کے لئے لاہور ہائیکورٹ میں جمع کرائے گا۔ اس ضمن میں درخواستیں درج ذیل ای میل ایڈریس پر ارسال کی جا سکتی ہیں۔
propertycomplaints@phclondon.org

کرسچن ٹائمز کے سٹاف کی کینیڈا میں پاکستانی خاندان پر حملے کی مذمت

تمام یورپین ممالک اور امریکہ رکے علاوہ دیگر ممالک سے اپیل ہے کہ وہ اسلاموفوبیا کی روک تھام کیلئے موثر اقدام کرے

مانچسٹر (سٹاف رپورٹر) کرسچن ٹائمز کی تمام ٹیم نے کینیڈا کے صوبہ اونٹاریو کے شہر لندن میں کینیڈین پاکستانی خاندان کے چار افراد کو گاڑی تلے روند کر ہلاک کرنے کے سانحہ کی شدید مذمت کی ہے جو دہشت گردی اور اسلاموفوبیا کی بدترین مثال ہے۔ جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے اور تمام یورپین ممالک اور امریکہ رکے علاوہ دیگر ممالک سے اپیل کی ہے کہ وہ اسلامو فوبیا کی روک تھام کیلئے موثر اقدام کرے۔ اس طرح کے دہشت گردی کے واقعات سے بین المذاہب میں قربت کی بجائے دوریاں اور نفرتیں کو مزید ہوا ملے گی۔ جو دنیا کو جنگ کی لپیٹ میں بھی لے سکتے ہیں اور دنیا کی تباہی کا سبب بھی بن سکتا ہے تمام مذہب محبت اور بھائی کی تعلیم دیتا ہے۔ ہم اپنی تعلیمات کو فراموش نہ کریں بلکہ اس پر عمل درآمد کر کے دنیا میں امن اور باہم بھائی چارے کے فروغ کے لئے عمل اقدام کریں۔ یاد رہے کہ اس اندوہناک سانحہ پر نہ صرف کینیڈا کی عوام نے بلکہ کینیڈا کے وزیراعظم ٹروڈو نے متاثرہ خاندان کے ساتھ اظہار افسوس اور مسلمانوں سے یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے ملکی پرچم بھی سرنگوں رکھا۔ وزیراعظم ٹروڈو نے ہاؤس آف کامنز میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک دہشت گرد حملہ تھا جو ہمارے اندر کمیونیٹیز سے ایک کمیونٹی کی نفرت کی وجہ ہے، اسلاموفوبیا سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کینیڈا میں مسلمانوں کے خلاف دوسرا واقعہ ہے اس سے پہلے 2017ء میں ایک مسجد میں چھ افراد کو قتل کر دیا گیا۔ گویا کہ اس سانحہ پر اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری اور تمام دنیا نے مذمت کی ہے جو ایک خوش آئند بات ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو ہر قسم کے فوبیا سے بچائے رکھے۔

متاثرہ خاندان کا گروپ فوٹو

اداریہ

ٹک ٹاکر اور توہین مذہب

ابھی کچھ دن گزرے کہ پاکستان کی ایک ٹک ''ٹاکر'' جنت مرزا کا سوشل میڈیا پر کافی چرچا رہا- اس نے ایک چھوٹا سا ویڈیو کلپ اپ لوڈ کیا جس میں اس نے مسیحیوں کے مقدس نشان صلیب کو کپڑوں کے اوپر اپنے جسم کے سامنے والے نچلے حصے پر لٹکایا ہوا تھا- پاکستانی مسیحی برادری نے اس ویڈیو کلپ کے حوالے سے خاصے غم و غصے کا اظہار کیا مگر اس واقعہ کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ مسیحی حلقوں کی جانب سے ویڈیو کلپ کو بار بار شیئر کرنے سے جنت مرزا کو تو مطلوبہ فیم حاصل ہو گیا اور کئی دن گزرنے کے بعد بھی ٹک ٹاکر کی طرف سے کوئی وضاحت یا معذرت نہ آنے کی وجہ سے لاہور سے تعلق رکھنے والے کچھ مسیحیوں نے جنت مرزا کے خلاف توہین مذہب کے تحت کاروائی کیلئے درخواست دے دی- اس نتیجے میں جنت مرزا کی طرف سے ایک ویڈیو پیغام میں مسیحی برادری سے معافی مانگی گئی- انہوں نے اپنے معافی نامہ میں افسوس کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ انہیں علم نہیں تھا کہ جو زنجیر انہوں نے لٹکائی ہے اس کے ساتھ صلیب بھی موجود ہے اور یہ کہ یہ مسیحیوں کا مقدس نشان ہے- وغیرہ وغیرہ

اس ویڈیو پیغام کے بعد سوشل میڈیا پر مسیحی حلقوں میں ایک اور بحث شروع ہو گئی کہ جنت مرزا کو معاف کیا جائے یا نہیں- یہاں بھی مسیحی منقسم نظر آئے- دیکھا جائے تو پاکستان میں مسیحیوں کی دل آزاری کا یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے اور نہ آخری ہوگا- آئے دن مختلف طریقوں سے دانستہ اور دیدہ دلیری کے ساتھ اس قسم کی حرکات کی جاتی ہیں- لاہور اور کئی دوسرے شہروں کی دوکانوں پر سرعام ایسے جوتے بھی فروخت ہوتے رہے ہیں جن کے تلوں اور اوپر کی سائیڈ پر صلیب کا نشان بنا ہوا تھا-

قرآن شریف میں مسیحی یسوع کا عیسیٰ کے نام سے ذکر کیا گیا ہے- عرب ممالک میں حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں کو جناب عیسیٰ کی مناسبت سے عیسائی کہا جاتا ہے مگر پاکستان میں حضرت عیسیٰ کے ماننے والوں کو نفرت کے اظہار کے طور پر عیسائی کی بجائے ''سائی'' کہا جاتا تھا جو بذات خود ایک توہین آمیز اور قابل اعتراض بات ہے مگر کسی نے کبھی اس بات کا نوٹس نہیں لیا- اس قسم کے بے شمار واقعات آئے روز رونما ہوتے رہتے ہیں- اسمبلیاں ہوں' میڈیا ہو یا عام پبلک ہو' مسیحیوں یا ان کی مذہبی شعار کی بے عزتی پر کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا- اس قسم کے واقعات پر زیادہ سے زیادہ معافی مانگ لی جاتی ہے کیونکہ معافی مانگنے والوں کو علم ہوتا ہے کہ اس کے بعد کچھ نہیں ہونے والا ہے اور معاملہ ختم ہے-

یہ درست ہے کہ مسیحیت میں معاف کرنے کی بہت اہمیت ہے مگر جب ایسے واقعات جان بوجھ کر اور تواتر کے ساتھ ہونا شروع ہو جائیں تو سب کچھ مذاق بن جاتا ہے- وہ اس لئے کہ ریاست جو بلا رنگ و نسل اور مذہب تمام شہریوں کیلئے ماں کا درجہ رکھتی ہے وہ ایسے معاملات میں اپنا کردار ادا نہیں کرتی-

ہم توہین مذہب کے معاملے میں مسیحی کمیونٹی کے ساتھ سوسائٹی کے ''درست سوچ رکھنے والے عناصر'' یعنی (RIGHT THINKING PEOPLE OF SOCIETY) کے اس استدلال کو ر دست گردانتے ہیں اور اس کی مکمل حمائت کرتے ہیں کہ ایسے معاملات میں صدق دل سے معذرت کرنے والوں کو معاف ضرور کرنا چاہیئے مگر معافی کے باوجود ایسے لوگوں کو ریاست کی طرف سے ان کی حیثیت کے مطابق جرمانہ بھی کیا جانا ضروری ہے اور جرمانے کی وہ رقم متاثرہ برادری کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جانی چاہیئے- اس سے جہاں توہین مذہب کے واقعات میں کمی ہو گی وہیں اس سے مسیحی کمیونٹی سمیت معاشرے کے درست سوچ رکھنے والے عناصر کی حوصلہ افزائی بھی ہو گی- حکومتوں کو کبھی کبھی آپس کی لڑائیوں سے ہٹ کر ایسے معاملات پر بھی غور کرنا چاہیئے-

فرانس کی خبریں

خوشحال پاکستان کرپشن کیخلاف کوششوں سے ہی ممکن ہے، ریاضت شیر سماعیلہ

فرانس (حمید چوہدری سے) فرانس کیدارالحکومت پیرس کی معروف سماجی وکاروباری شخصیت چوہدری ریاضت شیر سماعیلہ نے کہا کہ کرپشن پاکستان کی معیشت کیلئے زہر قاتل ہے۔ انہوں نے کہا کہ کرپشن نہ صرف برائیوں کی جڑ ہے بلکہ یہ ریاست کی معیشت، سماجی انصاف اور معیار زندگی کو بھی بری طرح متاثر کررہی ہے، اگر حکومت پائیدار سماجی واقتصادی ترقی اور سرمایہ کاری کا خواہاں ہے تو اسے ہر قیمت پر کرپشن کو ختم کرنا ہو گا، کرپشن معاشرے کو بری طرح سے متاثر کرتی ہے، کرپشن ملک کیلئے ایک چیلنج بن چکی ہے، ترقی یافتہ ملکوں میں ایسے پائیدار اقدامات کئے گئے ہیں جن کے ذریعے کرپشن کم ترین سطح پر آ گئی ہے۔

☆......☆......☆

2023ء میں بھی پاکستان تحریک انصاف واضح برتری حاصل کریگی ابوبکر گوندل

فرانس (حمید چوہدری سے) پاکستان تحریک انصاف کی حکومت کرپٹ عناصر کے خلاف جدوجہد جاری رکھے گی ان خیالات کا اظہار مرکزی سینئر رہنما پی ٹی آئی فرانس چوہدری ابوبکر گوندل نے کیا مزید کہا کہ موجودہ حکومت عوام کی فلاح وبہبود کیلئے کام کررہی ہے انشاء؟ 2023ء میں بھی پاکستان تحریک انصاف واضح برتری حاصل کرے گی۔ عمران خان نے ہمیشہ اپنی جدوجہد اس کرپٹ زدہ نظام کے خلاف جاری رکھی ایک وقت تھا کہ پاکستان تحریک انصاف کی ٹکٹ لینے کے لیے کوئی تیار نہ تھا لیکن عمران خان نے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور 2018 میں پاکستان تحریک انصاف کے ٹکٹ لینے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ عمران خان کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس ملک سے ٹو پارٹی سسٹم کو توڑا۔

☆......☆......☆

(ن) لیگ کے دور میں ہر حادثے پر استعفے کا مطالبہ کرنیوالیکو سانپ سونگھ گیا، نعیم چوہدری

فرانس (حمید چوہدری سے) جنرل سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ (ن) آزاد کشمیر یورپ نعیم چوہدری نے کہا کہ مسلم لیگ (ن) کے دور میں ہر حادثے پر استعفے کا مطالبہ کرنیوالے اب کان آنکھ منہ بند کرکے بیٹھے ہیں پاکستان تحریک انصاف کے دور حکومت میں 2018 سے اب تک 12 ٹرین حادثے ہوچکے ہیں مگر وزیراعظم عمران خان نے ان حادثوں پر ایک بار بھی وزیر ریلوے کے خلاف کارروائی نہیں کی ٹرین حادثوں کی روک تھام تب ہی ممکن ہے جب غفلت کے مرتکب افراد کو سزا دی جائے گی، حکومت ہر محاذ پر بری طرح ناکام ہوچکی ہے، تین سالوں میں ایک طرف ملکی معیشت تباہ ہوئی تو دوسری جانب بدترین مہنگائی، بے تحاشہ بے روزگاری نے خطرے کی گھنٹیاں بجادی ہیں، آج ناکام خارجہ پالیسی کی بدولت ملک دنیا میں تنہا ہوچکا ہے

☆......☆......☆

اپوزیشن والے پائیدار معاشی ترقی پر کیوں واویلا کررہے ہیں؟ محمود شریف کلئیر

فرانس (حمید چوہدری سے) سابق نائب صدر پاکستان تحریک انصاف فرانس محمود شریف کلئیر نے کہا ہے کہ جب معیشت ماضی کی غلط پالیسیوں کے باعث سست روی کا شکار تھی تب اس ٹولے کی زبانوں پر تالے لگے ہوئے تھے۔ اب جب ملک ترقی کے لئے ٹیک آف کرچکا ہے اور معیشت بہتری کی طرف گامزن ہے تو چوروں کے ٹولے کو یہ ترقی ہضم نہیں ہورہی، وزیراعظم عمران خان کی قیادت میں سابق دور کی غلطیوں کو درست کیا گیا ہے اور معیشت اپنے ٹریک پر آئی ہے انشاء؟ جلد ہی معاشی ترقی کے ثمرات سے عوام کو بے پناہ فائدہ پہنچے گا۔

ریلوے کا ہر حادثہ، سابقہ حکومت ذمے دار ہے

کل ایک اندوہناک حادثہ ہوا، جس میں گھوٹکی کے علاقے میں ایک ٹرین کی 6 بوگیاں ٹریک سے اتر گئیں۔ دوسری جانب سے ایک ٹرین اور آرہی تھی اور پھر تصادم کی وجہ سے 40 سے زائد افراد جاں بحق جبکہ سو سے زائد زخمی ہوگئے۔

ہمارے ملک کا سسٹم بھی عجیب ہی ہے۔ ادھر حادثہ ہوتا ہے اور میڈیا کی اسکرینیں سج جاتی ہیں۔ حادثہ کیوں اور کیسے ہوا کے ساتھ حکومت اور اپوزیشن وہ گردن تلاشتے نظر آتے ہیں جس کے گلے میں یہ طوق فٹ کیا جاسکے۔ اب تو حکومت کیلیے انتہائی آسان ہے کہ ہر الزام سابقہ حکومت کی گردن میں ڈال دیا جائے۔ بھلے اس کو بعد میں ثابت نہ کیا جاسکے، لیکن ہر الزام سابقہ حکومت کے گلے میں ڈال دیا جاتا ہے۔

سالار سلیمان (گجرات)

مجھے حیرانگی سابق ریلوے وزیر شیخ رشید کے ٹی وی پر بیان بازی سے زیادہ ان کی ڈھٹائی پر ہورہی تھی، جیسے وہ جائے حادثہ پر دیگر قومی اداروں کے پہنچنے کا کریڈٹ لینے کی کوشش میں مصروف دکھائی دیے۔ شیخ رشید تو خود ریلوے کے سابق وزیر رہے ہیں۔ کوئی ان سے یہ سوال تو پوچھے کہ حضور آپ کے دور میں تو ریلوے میں آئے دن حادثے ہوتے تھے، آپ نے ان کو روکنے کیلیے کیا سنجیدہ کوششیں کی تھیں؟ آپ نے ابتدائی دنوں میں بیوروکریسی کو کسنا شروع کیا۔ کبھی کسی آفیسر کو اٹھا کر سندھ پھینکنا اور کسی کو بلوچستان پھینک دینا اور جب کسی آفیسر نے جواب دینا تو اس کو او ایس ڈی بنادینا۔ اس کے علاوہ آپ نے کیا کیا ہے؟ ایک آفیسر جس نے آپ کو یوٹوشٹ اپ کہہ کر منہ بند کروانے کی رسم کی داغ بیل ڈالی تھی اور آپ نے انتقام میں آ کر اس کو او ایس ڈی بنایا تھا، وہ آج کل کراچی میں ریلوے کی کروڑوں روپے مالیت کی مقبوضہ زمینیں چھڑوانے میں مصروف ہے۔ جی، جی! میں حنیف گل کا ہی ذکر کررہا ہوں۔ یہ ایک افسر نہیں ہے جو کہ آپ کی انا اور عتاب کا شکار ہوا ہے، ایسے کئی ایک ہیں۔ اب آپ بتایئے کہ آپ کیا کررہے ہیں؟

کوئی شیخ رشید سے یہ بھی پوچھ لے کہ جناب آپ تین سال ریلوے کے بلاشرکت غیرے وزیر رہے ہیں، آپ نے کاغذوں کو یہاں وہاں کرنے کے علاوہ کیا کیا ہے؟ ابھی تک ریلوے میں ایسا سسٹم کیوں نہیں ہے جو فوری طور پر ملک بھر کی ریلوے میں ٹرین کے ڈی ٹریک ہونے پر الرٹ جاری کرسکے، تاکہ اس کے بعد جن ٹریکس پر مسئلہ ہو، وہاں محفوظ فاصلے پر آمدورفت کو روک دیا جائے۔ لیکن شیخ صاحب کی توجہ تھی کہاں؟ ان کے دور کے پہلے سال میں ریلوے کا خسارہ 32 ارب 76 کروڑ، دوسرے سال میں بڑھ کر 50 ارب 15 کروڑ اور پھر تیسرے سال 36 ارب 28 کروڑ روپے، یعنی کل میزان ایک کھرب سے زائد تھا۔ یعنی نہ صنم ملا اور نہ وصال صنم، نہ ہی ریلوے کا خسارہ کم ہوا اور نہ ہی سسٹم ٹھیک ہوا۔ اور اس اعلیٰ کارکردگی پر وزیراعظم نے شیخ رشید سے ایک وزارت لے کر ان کو دوسری اہم وزارت سونپ دی تھی۔ مطلب، کمال ہے!

گزشتہ دور حکومت میں اگر ریلوے کا حادثہ ہوتا تھا تو کم ازکم وزیر ریلوے استعفیٰ دیتا تھا، جبکہ اس دور حکومت میں اگر ریلوے میں حادثہ ہوجائے تو سابق حکومت کے وزرا ذمے دار ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کیونکہ محض الزام ہی تو لگانا ہے، اس کو ثابت تھوڑی کرنا ہے۔ ابھی بھی وفاقی وزیر فواد چوہدری نے کمال بے نیازی سے سعد رفیق کی گردن میں اس حادثے کو فٹ کردیا ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ فواد چوہدری اس کو مدلل ثابت نہیں کرسکیں گے لیکن انہوں نے بیان بازی کرنی تھی، وہ کردی ہے اور شاید یہی ان کی جاب بھی ہے۔

دوسرا کام جو حادثات کے فوری بعد کیا جاتا ہے کہ فوری طور پر لواحقین کو معاوضے کا اعلان کردیا جاتا ہے۔ کیا ان اعلانات سے حکومت کی ذمے داری ختم ہوجاتی ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ کبھی کبھی تو ایسا لگتا ہے کہ شاید یہ ایس او پیز طے کیے بیٹھے ہیں کہ جیسے ہی حادثہ ہوجائے تو فوری (بقیہ اندرونی صفحہ پر)

روشن ڈیجیٹل اکاونٹ......مشاہدہ اور تجربہ

روشن ڈیجیٹل اکاونٹ حکومت پاکستان کا دیار غیر میں مقیم پاکستانیوں کیلیے متعارف کردہ ایک بہترین بنک اکاونٹ سسٹم ہے۔ یہ اکاونٹ مکمل طور پر آن لائن ہوتا ہے جسے آپ موبائل ایپلیکیشن کے ذریعے استعمال کرسکتے ہیں۔ اکاونٹ کھولنے کے لیے کسی بھی برانچ جانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ دنیا کے کسی بھی ملک سے آن لائن اپلائی کرکے اپنا اکاونٹ کھول سکتے ہیں۔ پاکستان کے تقریبا تمام بڑے بینک اسکی سہولت فراہم کررہے ہیں۔ اس اکاونٹ کو استعمال کرتے ہوئے آپ بیرون ملک سے اپنی رقم اس میں جمع کرواسکتے ہیں اور پاکستان سمیت دنیا بھر سے اے ٹی ایم کارڈ کے ذریعے نکال بھی سکتے ہیں۔ اس اکاونٹ میں آپ رقم ڈالر، درہم اور پاکستان کرنسی کی صورت میں رکھ سکتے ہیں۔ آپ کا پیسہ اپنے ملک میں محفوظ ہے جس کا فائدہ آپ کو بھی ہے اور آپکے ملک کو بھی ہے۔ چیک بک اور اے ٹی ایم بینک آپکو فری فراہم کرے گا اسکے علاوہ اس اکاونٹ سے بینک میں ٹرانزیکشن بالکل فری ہیں۔ روشن ڈیجیٹل اکاونٹ میں کرنٹ، پرافٹ اور اسلامک بینکاری کا آپشن بھی موجود ہے اور آپ اسکے علاوہ نیا پاکستان سکیم میں سرمایہ کاری بھی کرسکتے ہیں۔ اسکے علاوہ یوٹیلیٹی بلز ٹیکس چالان وغیرہ سب کچھ آپ باآسانی ملک سے باہر بیٹھ کر بھی ادا کرسکتے ہیں۔

طریقہ کار اور ضروری کاغذات

اکاونٹ کے لیے اپلائی کرنے سے قبل یقینی بنائیں کہ مندرجہ ذیل کاغذات سکین کیے ہوئے پی ڈی ایف فائل کی صورت میں میں آپ کی ڈیوائس میں موجود ہونے ہیں۔

پاکستانی شناختی کارڈ کی دونوں اطراف

آپکا پاسپورٹ سائز فوٹو

سادہ کاغذ پر اپکا دستخط

پاسپورٹ کا پہلا صفحہ اور انیگزٹ سٹیمپ والا صفحہ

ویزہ کاپی

سیلری سلپ

اگر آپ بزنس مین ہیں تو اپنے رجسٹرڈ بزنس کا ثبوت

جس بھی بینک میں آپ اکاونٹ کھولنا چاہتے ہیں اسکی ویب سائٹ پر جائیں اور وہاں روشن ڈیجیٹل اکاونٹ کے آپشن پر کلک کریں۔ اپنی معلومات انٹر کریں۔ اپنی کرنسی سلیکٹ کریں اور اکاونٹ ٹائپ سلیکٹ کریں یعنی کرنٹ یا پرافٹ۔

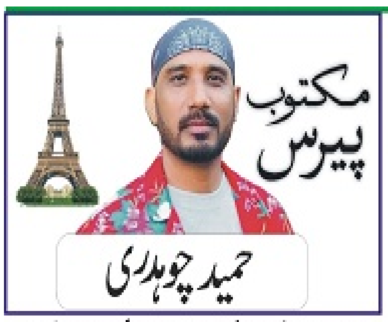

اسکے بعد تمام ڈاکومنٹ کی پی ڈی ایف فائل آپ لوڈ کریں۔ تین ورکنگ دنوں میں آپ کو ای میل موصول ہوجائے گی کہ اپکا اکاونٹ اوپن ہوچکا ہے اور آپکو آپ کا اکاونٹ نمبر بھی مل جائے گا۔ اسکے بعد آپ کو مزید دو تین دن انتظار کرنا ہوگا جس کے بعد آپ کو موبائل ایپ کا یوزر نیم اور پاس ورڈ موصول ہوگا۔ پہلی مرتبہ آپ کو وہی استعمال کرکے ایپ میں لاگ ان ہونا ہوگا اسکے بعد آپ مرضی کا پاسورڈ سیٹ کرسکتے ہیں۔ یہاں آپ کو دو پاسورڈ سیٹ کرنے ہونگے ایک ایپلیکیشن کا پاسورڈ اور دوسرا آپکا ٹرانزیکشن پاسورڈ ہوگا۔ دونوں الگ الگ رکھیں۔ اب کسی بھی ملک سے اپنے اکاونٹ میں رقم جمع کروائیں اور پاکستان میں وصول کریں۔

نوٹ: اس اکاونٹ میں آپ پاکستان سے پیسے جمع نہیں کرسکتے۔ صرف نکال سکتے ہیں جمع کرنے کی سہولت باہر کسی بھی ملک کے لیے ہے۔

اب ضمیر مرچکا ہے

کسی ملک میں غریب مسیحیوں کی خاصی تعداد آباد تھی۔ یہاں کے باسی زیادہ تر غریب مگر محنت کش اور مزدور طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ کچھ سڑکوں، گلیوں وغیرہ کی صفائی ستھرائی کے پیشے سے وابستہ تھے۔ ان میں سے بعض خواتین دوسری اقوام کے امیر گھرانوں میں کام کرتی تھیں۔ ان کی آبادیوں میں درمیانی کلاس کے پڑھے لکھے لوگ بھی رہتے تھے جن کے دفتروں، سکولوں اور ہسپتالوں وغیرہ میں کام کرنے سے مالی حالات بہتر تھے۔ وہ لوگ دوسرے لوگوں کی نسبت قدرے بہتر زندگی گزارتے تھے۔ دیہات میں آباد یہ برادری اینٹیں بنانے والے بھٹوں پر مزدوری کے علاوہ زمینداروں کی زمینوں پر کام کرکے اپنا گزارہ کرتے تھے۔ ان لوگوں کی ایک خصوصیت کا اعتراف سب کرتے تھے کہ یہ لوگ بھوکے رہ لیتے ہیں مگر کسی بھی صورت میں بھیک نہیں مانگتے۔ اس کے علاوہ ان کی دیانتداری اور امن پسندی کے بھی سب ہی معترف تھے۔ غرض یہ اپنے کام سے کام رکھنے والے لوگ تھے۔

کہتے ہیں کہ اسی زمانے میں ایک خانساماں انگریزوں کا ملازم تھا جو کھانا تو اچھا بناتا ہی تھا مگر تھوڑی بہت انگریزی زبان بولنے اور سمجھنے کی وجہ سے انگریزوں کا منظور نظر بھی تھا۔ باتونی ہونے کے ساتھ ساتھ دلوں میں گھر کرنے کا ہنر بھی جانتا تھا۔ اس کا اصل نام تو کسی کو معلوم نہ تھا مگر اس کی برادری کے لوگ اسے پیار سے چرب زبان کہتے تھے۔ اسی زمانے میں جب انگریز اس ملک پر قابض تھے تو ان کے ملک اور کئی دوسرے ممالک سے مسیحی مشنری بھی اس ملک میں آنا شروع ہوگئے۔ انہوں نے خدمت کے جذبے کے تحت ملک کے کونے کونے میں ہسپتال، تعلیمی ادارے اور گرجا گھر وغیرہ تعمیر کیے۔ انہیں مشنریوں کے کردار اور تبلیغ کی بدولت اس ملک میں دوسری اقوام میں سے لوگ مسیحیت کی طرف مائل ہوئے۔ اسی دور میں چرب زبان کا باپ جو ایک غریب مگر دیانتدار شخص تھا اور محنت مزدوری کرکے اپنے خاندان کا پیٹ پالتا تھا، وہ ایک چھوٹی جاتی سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اپنے سے برتر لوگوں کے ظلم وستم کا شکار رہتا تھا، نے بھی مسیحیت کو قبول کرلیا تھا۔ تعداد کے اعتبار سے چرب زبان کا تعلق کافی بڑے خاندان سے تھا۔ یوں اس نے اپنی چرب زبانی کی بدولت اپنے رشتے داروں کو بڑے بڑے مشنری اداروں جن میں ہسپتال، تعلیمی ادارے، گرجا گھر اور ان سے ملحقہ قیمتی جائیدادوں میں گھسا دیا تھا۔

چرب زبان کا ایک بیٹا تھا جس کا اصل نام تو کچھ اور تھا مگر وہ بچپن میں بڑا شرارتی، باتونی اور خوبصورت تھا اس لئے اس کے گھر والے اسے پیار سے طوطا کہتے تھے۔ عجیب بات ہے کہ وہ جوں جوں بڑا ہوتا گیا اس کی خصلتیں طوطوں جیسی ہوگئیں۔ اپنی گول آنکھوں اور

تحریر: نعیم واعظ

مخصوص عادات کے سبب اس کی برادری میں اسے طوطا چشم کا خطاب دے دیا تھا۔ اس طرح وہ مرنے کے بعد بھی اسی نام سے پہچانا جاتا رہا۔ چونکہ چرب زبان کا بیٹا ہونے کی وجہ سے طوطا چشم مشنریوں کا منظور نظر تھا۔ اس لئے اس کی تعلیم وتربیت کا ذمہ انگریزوں نے اپنے ذمے لے لیا تھا۔ تعلیم حاصل کرنے میں تو اس نے اپنے سرپرستوں کو مایوس نہ کیا مگر تربیت کے معاملے میں بالکل الٹ ہوا۔ وہ مکمل طور پر اپنے باپ کی فوٹو کاپی تھا یعنی باپ ہی کی طرح موقع پرست اور لالچی۔

ایک وقت آیا جب انگریز حکمرانوں کو ملک سے جانا پڑا تو غیر ملکی مشنریوں نے ہی یک بعد دیگرے اپنے اپنے ممالک کو جانا شروع کردیا اور انہوں نے اپنے بنائے ہوئے گراں قدر رفاہی اور فلاحی ادارے جن میں ہسپتال، تعلیمی ادارے، یتیم خانے اور اس طرح کی بے شمار قیمتی جائیدادوں کے علاوں بڑے بڑے گرجا گھر اور ان سے ملحقہ قیمتی زمینیں تھیں، مقامی مسیحی اور مذہبی راہنماؤں کو اس غرض سے سونپ دیں کہ وہ ان اداروں کے ذریعے ان کے شروع کیے گئے بھلائی کے کاموں کو بلاتفریق رنگ، نسل، مذہب اور مسیح یسوع کے حکم کے مطابق جاری رکھیں اور اس طرح اس کے فیوض و برکات سے مسیحی برادری بھی استفادہ حاصل کرتی رہے گی۔ کچھ عرصہ تک تو تمام معاملات درست چلتے رہے مگر جیسے جیسے چرب زبان کے بیٹے طوطا چشم، اس کے چیلے چانٹے اور حواریوں کی گرفت ان اداروں پر مضبوط ہوتی چلی گئی۔ ویسے ویسے راہنماؤں کے لبادوں میں چھپے ہوئے خونخوار بھیڑیوں کی اربوں کی جائیدادیں دیکھ کر رال ٹپکنے لگ پڑی اور انہوں نے دھوکہ دہی، چوری چھپے اور بدمعاشی سے ان جائیدادوں کو فروخت کرنا شروع کردیا۔ یہ سب کچھ ایک پلاننگ سے ہورہا تھا۔

طوطا چشم نے اپنے بیٹے جس کا نام ضمیر تھا اور اسے وہ میرا ضمیر کہہ کر پکارتا تھا کو تمام معاملات کا مختار بنادیا۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے اردگرد بہت سے جی حضوریے اور چاپلوس جمع کرلئے۔ ایسے لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں۔ باہر کے لوگ بھی ان کے معاون اور مددگار تھے۔

جوں جوں یہ معاملات سامنے آرہے تھے، مسیحی برادری کی بے چینی اور فکرمندی بڑھتی جارہی تھی۔ جب بھی کسی معاملے پر طوطا چشم سے بات کی جاتی تو بڑی ڈھٹائی سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہتا کہ آپ فکر نہ کریں میرا ضمیر اس وقت سو رہا ہے جیسے ہی وہ اٹھے گا میں اس سے بات کروں گا۔ انہی حیلوں بہانوں میں ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ مسیحیوں کی جائیدادیں سکڑنا شروع ہوگئی اور دوسری طرف طوطا چشم اور اس کے چیلوں چانٹوں کی بیرون ملک اور اندرون ملک جائیدادوں کی تعداد بڑھنا شروع ہوگئی۔ تنگ آکر مسیحیوں کا ایک وفد طوطا چشم کو ملنے کیلئے گیا اور احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیا تماشہ ہے ادارے تباہ ہورہے ہیں، فروخت ہورہے ہیں اور تم نے ہر معاملہ اپنے ضمیر پر چھوڑا ہوا ہے، جو ہر وقت سویا رہتا ہے۔ آخر تمہارا ضمیر کب جاگے گا۔ طوطا چشم نے جواب دیا کہ میرے بھائیو! میں آپ کا خادم ہوں۔ میں ہمیشہ آپ کے اچھے کیلئے سوچتا ہوں مگر اب دیر ہوگئی ہے۔ وفد میں شامل ایک وفد نے پوچھا کہ کیسی دیر ہوگئی ہے کھل کر بتاؤ۔ طوطا چشم نے نہایت اطمینان سے جواب دیا کہ پہلے تو میرا ضمیر سوتا رہتا تھا مگر اب وہ مرگیا ہے اب میں کچھ نہیں کرسکتا۔

وفد وہاں سے روتا، پیٹتا طوطا چشم سے بڑے سربراہ کے پاس پہنچا جو اس وقت ملک بھر سے آئے اپنے جیسے بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ اجلاس میں مصروف تھا۔ وفد کی روئیداد سننے کے بعد بڑے سربراہ نے معنی خیز مگر سفاک مسکراہٹ سے جواب دیا کہ اگر طوطا چشم کچھ نہیں کرسکتا تو ہم بھی مجبور ہیں کیونکہ ہم سب کے ضمیر بھی مرچکے ہیں۔

SPEAKER
Manchester/ Gujrat
ہفت روزہ سپیکر مانچسٹر گجرات

10 June 2021

اداریہ

کیا پاکستان میں آزادنہ وہ منصفانہ تفتیش ممکن ہے؟

پاکستان سے ایک افسوسناک خبر آئی ہے کہ گھوٹکی کے قریب دوٹرینوں کے درمیان حادثے میں 55 افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوگئے۔ یہ ٹرینیں ملت ایکسپریس اور سرسید ایکسپریس ہیں۔ حادثے کی ایک وجہ یہ بیان کی جارہی ہے کہ جس ٹریک پر ٹرین چلائی جارہی تھی وہ دوسو سال پرانا ہے اور ماہرین نے اس کے بارے میں یہ انتباہ کررکھا تھا کہ اس ٹریک پر گاڑیاں چلانا خطرناک ہوگا۔ تاہم حادثے کے بعد جس بات کا شدت سے محسوس کیا جارہا ہے وہ یہ ہے کہ حادثے کے بعد حکومت کی طرف سے کوئی ٹھوس اور واضح بیان نہیں دیا گیا بلکہ متضاد بیانات دیئے جارہے ہیں۔

ریلوے کے ماہرین کا کہنا ہے کہ پاکستان ریلوے میں ریکارڈنگ کا ایسا کوئی نظام موجود نہیں جس کی مدد سے کسی ٹرین کو پیش آنے والے حادثے کی مکمل وجوہات معلوم ہوسکیں۔ ہوائی جہازوں میں تو بلیک باکس کی سہولت موجود ہوتی ہے جس کو ڈی کوڈ کرکے حادثے کی وجوہات معلوم ہوسکتی ہیں لیکن ریلوے میں بلیک باکس کا کوئی وجود نہیں ہوتا ہے۔ پاکستان ریلوے کے ڈائریکٹر آپریشن محمد امتیاز کا کہنا ہے کہ ریلوے کے پاس اس وقت جو انجن موجود ہیں ان میں بلیک باکس نام کی تو کوئی چیز نہیں ہوتی البتہ ایک ڈیوائس موجود ہوتی ہے جس کو 'ایونٹ ریکارڈر' کا نام دیا گیا ہے۔ اس ڈیوائس کے ذریعے ٹرین کی سپیڈ، کس مقام پر انجن سٹارٹ ہوا اور کہاں پر رکا اور ڈرائیور نے کب بریک لگائی، اس بارے میں تو معلومات مل سکتی ہیں لیکن یہ ڈیوائس حادثے کی اصل وجوہات کے بارے میں نہیں بتا سکتی۔ ٹرین کے حادثے میں ملت ایکسپریس کو امریکہ سے درآمد کیا ہوا انجن لگا ہوا تھا جبکہ سرسید ایکسپریس کو یورپ سے درآمد کیا ہوا انجن لگا ہوا تھا جو کہ مکمل طور پر تباہ ہوگیا ہے۔ اس انجن کو ایچ جی ایم یو کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ٹیکنیکل شعبہ اس ڈیوائس کا جائزہ لے کر حادثے کے وقت ٹرین کی سپیڈ کتنی تھی اور ڈرائیور نے کتنے فاصلے پر بریک لگائی، اس کا ریکارڈ اس ڈیوائس سے نکال کر تفتیشی اداروں کے حوالے کرے گا۔ یہ ڈیوائس ریل کا پہیہ پٹڑی سے اترنے اور دوسرے ٹریک پر چڑھنے کے بارے میں معلومات فراہم نہیں کرسکتی۔ اس ڈیوائس کو بیرون ملک بھجوانے کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کو ڈی کوڈ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ریلوے کا ٹیکنیکل شعبہ اس سے حادثے کی معلومات جب چاہے حاصل کرسکتا ہے۔ پاکستان میں زیادہ تر ریلوے کا نظام مینویل سسٹم کے تحت ہی چلتا آیا ہے۔ گذشتہ دور حکومت میں امریکہ سے جو 60 کے قریب ریلوے کے انجن منگوائے گئے تھے وہ سامان کی نقل وحمل کے مقصد کے لیے تھے۔ ریلوے ٹریک کی دیکھ بھال کے سلسلے میں عملی اقدامات نہیں کیے جارہے جس کی وجہ سے ریلوے کے حادثات میں اضافہ ہورہا ہے۔ دوسری طرف پاکستان ریلوے میں جنرل مینجر کے عہدے سے ریٹائر ہونے والے محمد اشفاق خٹک کا کہنا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ ن کے دور میں امریکہ سے جو ریلوے کے انجن منگوائے گئے تھے ان میں یہ سہولت موجود ہے کہ ڈرائیور کی جو گفتگو کنٹرول ٹاور کے ذریعے کنٹرول روم سے ہوتی ہے اس کو کسی حد تک ریکارڈ کیا جا سکتا ہے لیکن حادثے کی وجہ نہیں معلوم کی جاسکتی۔ وفاقی وزیر ریلوے اعظم سواتی نے بدھ کو لاہور میں ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا تھا کہ 'سیکنڈ ٹو سیکنڈ ہمارے پاس بلیک باکس ہے۔ لیکن فی الحال ابتدائی تحقیقات کے دوران اس پر کام شروع نہیں ہوسکا لیکن اس میں کوئی ردوبدل نہیں کرسکتا۔ دونوں ٹرینوں کا بلیک باکس مل چکا ہے اور ہم ایف ٹی آئی آر کے افسر کے ذریعے اس کی تحقیقات کروارہے ہیں اور اس میں ہمیں تین سے چار ہفتوں کا وقت لگ سکتا ہے۔

اوپر کے بیانات سے یہ واضح ہورہا ہے کہ حکومت حادثے کے معاملے میں تضاد کا شکار ہے۔ پاکستان میں اپنی نااہلی کو چھپانے کی کوششیں کی جاتی ہیں اور اپنا الزام دوسرے کے سرڈالنے کی روایت ہے۔ حادثے کی تحقیقات اگر آزادنہ ومنصفانہ ہو تو اس کے نتائج بھی درست ہوں گے۔ تاہم پاکستان میں آزادانہ ومنصفانہ کی اصطلاح محض الیکشن کے بارے میں بولی جاتی ہے۔ یہ الگ بات کہ الیکشن کبھی بھی منصفانہ یا آزادانہ نہیں ہوئے۔ یہی کچھ بنائے جانے والے ٹریبونلز کے بارے میں ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ چندروز میں اس کی تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنادی جائے گی جو چندروز بڑے شدومد سے خبروں میں کام کرتی نظر آئے گی جس کے بعد "آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل" کی طرح ہی ہوگا۔ وکیل انجم نے اپنی کتاب میں پاکستان میں آج تک ہونے والے حادثات کی تفتیش کے لئے بنائے گئے ٹریبونلز اور کمیٹیوں کی تفصیل پیش کی ہے۔ کتاب کے مطابق لیاقت علی خان کے قتل سے لے کر بینظیر بھٹو کے قتل تک تفتیش کرنے کیلئے جتنے بھی ٹریبونل بنے ہیں کسی کی رپورٹ منظر عام پر نہیں آئی۔ حتیٰ کے حمودالرحمن رپورٹ جس میں ملک کے ایک حصے کے الگ ہونے کے بارے میں تفتیش کی گئی تھی۔ اس کی تفتیش بھی آج تک سردخانے میں ہی پڑی ہوئی ہے۔

ہم اس معاملے میں یہی کہیں گے کہ پاکستان کے لوگ بالعموم اور جن کے عزیز واقارب اس حادثے میں ہلاک وزخمی ہوئے ہیں بالخصوص اس حادثے کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ انہیں اس بات کی فکر ہے کہ حادثہ کیونکر ہوا۔ کیا حکومت کے پاس ایسا کوئی مواد یا معلومات نہیں جن سے حادثے کی وجوہات کو جانا جاسکے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس مقصد کے لئے ایک آزاد تحقیقی کمیشن بنایا جائے جس کی کاروائی ٹی وی پر لوگوں کو دکھائی جائے تاکہ لوگ حقائق کے بارے میں جان سکیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو عوام کا پیمانہ صبر سے لبریز ہوجائے گا جو ملک وقوم کے لئے درست نہیں ہوگا۔

مجلس ادارت

چیف ایگزیکٹو ●●●●●● مقبول الٰہی بٹ
ایڈیٹر ●●●●●● محمد محبوب الٰہی بٹ
منیجنگ ایڈیٹر ●●●●●● معیزہ محبوب بٹ
ریذیڈنٹ ایڈیٹر لندن ●●●●●● نعیم واعظ
ریذیڈنٹ ایڈیٹر (نیوکاسل) ●●●●●● سیمسن جاوید
ریذیڈنٹ ایڈیٹر گجرات ●●●●●● وسیم اشرف بٹ
ریذیڈنٹ ایڈیٹر لاہور ●●●●●● نعیم اشرف بٹ

بیورو چیف

مانچسٹر	چوہدری پرویز مسیح مٹو	اٹلی	جیم فے غوری
فرانس	حمید چوہدری	یارکشائر	وکٹر جان

نمائندگان

طارق محمود بھٹی	بولٹن	سرفراز تبسم	لیسٹر
راجہ عباس مصور	اولڈہم	پرویز اختر	گلاسگو
غلام رسول شہزاد	راچڈیل	ڈاکٹر پرویز بھٹی	نیوکاسل
مظہر چوہدری	بلیک برن	جاوید عنائت	پریس فوٹوگرافر (لیسٹر)
سلیم گل	نیلسن		

SPEAKERS (MCR) LIMITED
321 Dickenson Road
Longsight, Manchester. M13 0NR
Tel: 0161 225 5454
Mob: 07930 573129

Office Gujrat: Hilal-e-Ahmar Building, Gulzar-e-Madina Road Gujrat. Mob: 0300-6235794

Email us: Weeklyspeaker@yahoo.co.uk
speakernewspaper@gmail.com

www.speakernewspaper.com
www.speakernews.co.uk
www.twitter.com/speakernews
www.facebook.com/speakernews

Designing by :
Graphics nn Advertiser
Furqan Shahid
+92 300 6287596
+92 333 6287595

اللہ کے فضل وکرم سے

آئینہ میرے سامنے

حکیم کبیرالدین

صبح ہی صبح فیس بک پر پیغامات پڑھنے شروع کئے۔ اللہ رکھی کا پیغام تھا "اللہ کے فضل وکرم سے میں بھی صحافی ہوں بلکہ خاتون صحافی ہوں"۔ بھائی ہوگی تو صحافی لیکن یہ دنیا بھر کو بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر صحافی ہو تو رہو صحافی اور اپنا کام کرو۔۔۔ لیکن کام بیچاری نے کیا کرنا ہے۔ عمر تو اس "بیچاری" کی پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے ساتھ کھیلنے کی ہے لیکن وہ بیچاری بھی کیا کرے۔ بڑھاپے میں "جوانی" کی جو معصیت اللہ رکھی نے اختیار کی ہے وہ بہت جان جوکھوں میں ڈالنے والا کام ہے۔ صبح ہی صبح اٹھ کر پہلے تو اپنے بوڑھے چہرے کو میک اپ کے ذریعے چھپانا اور پھر کپڑوں کا انتخاب کرتے ہوئے یہ یقینی بنانا کہ وہ نئے فیشن کے مطابق اور جوان لڑکیوں والے ہوں۔ کپڑے پہن کر باہر جانا بھی مشکل کام ہے کیونکہ کورونا کی وجہ سے سال بھر کہیں جا بھی نہیں سکی۔ اب میک اپ کرلیا' نئے فیشن کے "جوانوں" والے کپڑے پہن کر "بوڑھی گھوڑی لال لگام" بن گئی تو پھر کسی کو دکھانا بھی تو ضروری ہے۔ تاکہ لوگ تعریف کریں۔ بیچاری مختلف جگہوں پر مردوں کے ڈیروں پر اس طرح پھرتی جیسے "مشکی کتیا صبح ہی صبح کتوں کے ڈیرے" پھرتی ہے لیکن کوئی منہ نہ لگاتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ غلام نبی نے اسے باجی کہہ دیا تو اسے بہت غصہ آیا اور اس نے تنک کر پوچھا "کہ تو نے باجی کس کو کہا؟" غلام نبی بیچارا اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ اچھا ہی ہوا کہ اللہ رکھی نے صحافت کا شعبہ چن لیا اور وہ بھی بغیر تنخواہ کے۔ اب بیچاری مختلف پروگراموں کی رپورٹنگ کرنے بن بلائی مہمان بن کر جاتی ہے اور وہاں پر اپنا موبائل فون لے کر لوگوں کے "کلپ" بنانا شروع کردیتی ہے۔ تاہم ایسا کرتے ہوئے وہ کوشش کرتی ہے کہ اس کے کپڑے اور میک اپ والا چہرہ بھی بار بار اس کلپ میں آئے۔ آج اس نے ایک سنگین غلطی بھی کردی۔ اس نے سوچا کہ اگر کوئی اس کا موبائل فون پکڑ لے تو وہ ہاتھ ہلا ہلا کر اپنے کلپ کی رننگ کامنٹری بھی کرے۔ اسے غلام نبی نظر آگیا۔ اس نے غلام نبی سے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو غلام نبی نے خوش ہوکر کہا "کوئی بات نہیں خالہ جان۔ میں آپ کا یہ کام کردیتا ہوں"۔ اللہ رکھی اس پر خون کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔ غلام نبی سے اسے کام تھا اس لئے کچھ نہ کہہ سکی۔ البتہ پھر بھی اس نے سرگوشی میں اپنا منہ غلام نبی کے کان کے قریب کر کے کہا "غلامیاں! آئندہ مجھے سرعام خالہ جان نہ کہنا"۔ غلام نبی نے سٹپٹا کر کہا "چند روز قبل تمہیں باجی کہا تھا تو بھی تمہیں اعتراض تھا۔ بھلا یہ بھی تو بتاؤ کہ تمہیں باجی بھی نہ کہوں اور خالہ بھی نہ کہوں تو پھر کیا کہوں؟" غلام نبی کا سوال درست تھا جس سے اللہ رکھی کو ہلکی سے شرمندگی تو ہوئی لیکن اس نے مسکرا کر کہا "کیا میرا کوئی نام نہیں ہے؟ مجھے مس اللہ رکھی کہہ کر پکارا کرو"۔

ابھی اللہ رکھی کا نوحہ پڑھ ہی رہا تھا کہ حتمی خان کا پیغام پڑھا کہ "اللہ کے فضل وکرم سے میں نے کورونا کا دوسرا ٹیکہ بھی لگوالیا ہے"۔ ساتھ میں حتمی خان کی سیلفی تھی جس میں وہ کووڈ 19 کا دوسرا ٹیکہ لگوا رہا ہے۔ تاہم احمد علی کا موقف ہے کہ حتمی خان نے ویکسین لگواتے ہوئے اپنی تصویر اس لئے لگائی ہے کہ لوگوں کو یہ شک نہ ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ تاہم میں نے پوچھا کہ ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ اس نے ٹیکہ نہ لگوایا ہو اور اس نے بس ٹیکے کی ایکٹنگ کر کے ہی تصویر بنوالی ہو۔ احمد علی کے پاس میری بات کا کوئی جواب نہ تھا۔

ادھر کرماں والی نے پوسٹ لگائی کہ "اللہ کے فضل وکرم سے میں نے اپنے گارڈن میں پھول لگائے ہیں"۔ ساتھ ہی مائی ٹھنڈی کی پوسٹ آئی کہ "اللہ کے فضل وکرم سے مجھے آج ٹھنڈ نہیں لگ رہی"۔ چاچی کوٹھے والی کی پوسٹ تھی کہ "اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ میری کمیٹی نکل آئی ہے"۔ فضل کریم کی پوسٹ تو میں نے پہلے ہی پڑھ لی تھی کہ "اللہ کے فضل وکرم سے میں عمرے پر جارہا ہوں"۔ تاہم سب سے اہم پوسٹ کرم علی کی تھی جس نے لکھا تھا کہ "اللہ کے فضل وکرم سے عمران خان کو برطانیہ کے وزیراعظم نے سلیوٹ کیا ہے"۔

بہت سے پیغامات پڑھ کر جب میں دفتر پہنچا تو وہاں بھولا آدھمکا۔ میں نے بھولے کا استقبال کیا اور اسے چائے پیش کی۔ بھولے نے چائے کا گھونٹ حلق میں اتارتے ہی کہا۔ "اللہ کے فضل وکرم سے میں صبح اٹھا۔ پھر اللہ کے فضل وکرم سے نہا دھو کر ناشتہ کیا۔ پھر اللہ کے فضل وکرم سے میں آپ کی طرف آیا اور اب آپ اللہ کے فضل وکرم سے آپ سے چائے پی رہے ہیں"۔ بھولے سے کئی اور باتیں بھی ہوئیں۔ تاہم ایک بات میں نے نوٹ کی کہ بھولا ہر بات کرتے ہوئے یہ ضرور کہتا ہے کہ اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ۔ پھر بھولا چلا گیا اور میں سوچوں میں پڑ گیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ جو کوئی بھی بات کرتا ہے وہ بات کے ساتھ "اللہ کے فضل وکرم" کا خاص طور پر ذکر کرتا ہے۔ آج میں نے "اللہ کے فضل وکرم" کا بہت چرچا سنا اور میں نے اس پر غور بھی بہت کیا لیکن مجھے اس کا کوئی سر پیر نہ ملا۔

آخر میں نے خبریں دیکھنی شروع کیں تو ایک خبر بلکہ ایک کلپ پر میرا ماتھا ٹھنکا۔ ہماری "صف اول" کی سیاسی راہنما فردوس عاشق اعوان' وہی جو کبھی پیپلز پارٹی میں رہ کر زرداری کو فرشتہ ثابت کرنے کی کوشش کرتی تھیں' آج کل خیر سے تحریک انصاف میں شامل ہوکر وہی ڈیوٹی عمران خان کے لئے سرانجام دے رہی ہیں۔ تاہم فردوس آپا جس خبر پر تبصرہ کررہی تھیں وہ تو واقعی بہت افسوسناک تھی لیکن ان کے بات کرنے کے انداز پر بالکل ہنسی نہیں آئی بلکہ افسوس ہوا کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں۔ ادھر ٹرین کے حادثے میں 66 افراد جاں بحق ہوگئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے لیکن فردوس آپا کہہ رہی ہیں "اللہ کے فضل وکرم سے یہ پہلا حادثہ ہوا ہے"۔ اب ایران کے نامور بادشاہ نوشیرواں عادل کی بات میری سمجھ میں آگئی کہ جب بھی کوئی برائی شروع ہوتی ہے تو وہ حکمران کلاس سے ہی شروع ہوتی ہے۔ چونکہ فردوس عاشق اعوان آج کل حکومت پاکستان کی "گڈ بکس" میں ہیں اس لئے ان کی کہی ہوئی کوئی بھی بات ایک فیشن کا درجہ رکھتی ہے۔ انہوں نے کہہ دیا "اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ" تو پھر یہ فیشن تو بننا ہی تھا خواہ وہ کسی کی موت پر ہی اللہ کے فضل وکرم کی بات کیوں ناں کریں۔ سبحان تیری قدرت' اللہ کے قہر وغضب کو اللہ کا فضل وکرم قرار دے دیا تو "ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں" پھر ہر کسی کے طرز تکلم تو وہی ہوگا جو محترمہ نے کہہ دیا۔۔ یہ تو سنا تھا کہ ایلیٹ کلاس کی ایک خاتون کے شوہر کا انتقال ہوا تو وہ بیوٹی پارلر سے بن سنور کر بغیر بازوؤں کے بلاؤز کے ساتھ کالی ساڑھی پہن کر تعزیت کیلئے آنے والوں کے ساتھ بات چیت کررہی تھیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اپنے شوہر کی موت پر تو انہوں نے بھی یہ نہیں کہا ہوگا کہ "اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ میرا شوہر مرگیا ہے"۔

کھیتی

تحریر: اسماء اعظم

چند روز قبل ایک گروپ ڈسکشن میں چند پڑھی لکھی خواتین سے "بانجھ پن اور اس کے مسائل" پر بات کرنے اوران کے خیالات سننے کا اتفاق ہوا۔ اس گفتگو میں حصہ لینے کے بعد احساس ہوا کہ ہم جو برابری کی بات کرتے ہیں اس بات سے بے خبر ہیں کہ یہ منزل

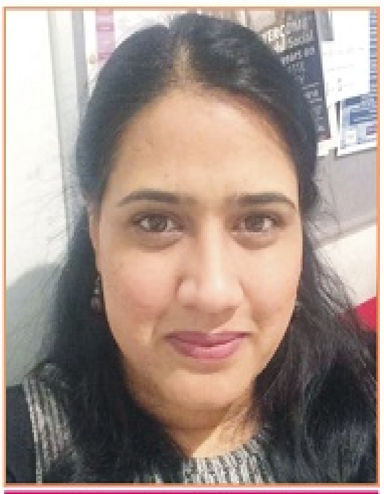

تحریر: اسماء اعظم

ہنوز تو ابھی کوسوں دور ہے۔ عورت تو قفل در قفل ایک زندان میں مقید ہے اور اس مقفل زندان سے نکلنے کے مستقبل قریب میں کوئی آثار نہیں ہیں کیونکہ وہ ایک تالہ کھولتی ہے تو اگلا تالہ اس کا منہ چڑا رہا ہوتا ہے۔

عورت کو صرف "کھیتی" سمجھ لینے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ نے اس عورت نام کی مخلوق کو انسان بنایا ہے۔ اس کے احساسات اور جذبات بھی ایک عام انسان کی طرح ہیں۔ وہ رشتۂ ازدواج میں ایک انسان کی حیثیت سے داخل ہوتی ہے ایک کھیتی کی شکل میں نہیں۔ افزائشِ نسل کے سارے مرحلے میں اس کی مرضی جاننا ہی ضروری نہیں بلکہ اس کو مقدم رکھنا بھی بہت اہم ہے کیونکہ اس سارے مرحلے کا براہ راست اثر اس کی زندگی اور صحت پر پڑتا ہے۔ مگر ہمارے ہاں مقید عورت ابھی ایک لڑائی لڑ رہی ہوتی ہے تو اس کو دوسری لڑائی کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے۔ ابھی وہ اپنی زندگی کے اتنے بڑے تغیر کو سمجھنے کی کاوش میں لگی ہوتی ہے۔ شوہر، اس کے رشتہ داروں اور اس کے گھر کے معاملات کو ٹھیک سے دیکھ نہیں پاتی کہ طبیعت کی خرابی اس کا سر چکرا دیتی ہے۔ ابھی اسے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ مبارکبادوں کا تانتا بندھ جاتا ہے اور وہ حیران اپنے جسم میں ہونے والی تبدیلی کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ کیا وہ اتنی بڑی ذمہ داری کے لئے ذہنی طور پہ تیار ہے؟ کیا اس کی صحت اس بات کی اجازت دیتی ہے؟ کیا اس کی زندگی میں اس نئے اضافے کی اس وقت گنجائش موجود ہے؟ یہ سب نظرانداز کر کے سب اپنی کھیتی کے کارآمد ہونے پہ مبارکبادیں وصول کرتے ہیں۔ وہ نو مہینے کا وقت کتنا کٹھن گزرتا ہے اس کو جانے بغیر اب اس بات کا بے صبری سے انتظار شروع ہو جاتا ہے کہ بیٹا ہو کیونکہ مادہ تو بس کھیتی ہی چاہیے ہوتی ہے اور اگر بیٹی پیدا ہوگئی تو یہ جرم بھی عورت کے کھاتے میں درج ہو جاتا ہے اور نئے بیج کی افزائش تک طعنوں اور تنبیہوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ عورت کا استحصال اس طرح بھی ہوتا ہے کہ اسے یہ باور کروایا جاتا ہے کہ تمہاری اولاد ہو گی تو شوہر کے گھر میں تمہارے پاؤں مضبوط ہو جائیں گے۔

خدانخواستہ اگر بیج افزائش کے مرحلے میں ہی ضائع ہوگیا تو ایک الگ پنڈورا باکس کھل جاتا ہے۔ کوئی یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ اس انسان نما کھیتی نے جسمانی تکلیف کے ساتھ جذباتی دھچکہ بھی برداشت کیا ہے۔ ہمارا معاشرہ اس بات کو سمجھنے سے یکسر قاصر ہے کہ اسقاطِ عمل کا مرحلہ عورت کیلئے اتنا ہی تکلیف دہ ہے جتنا کسی ماں کیلئے ایک جیتے جاگتے بچے کی موت۔ لیکن اس جرم کی پاداش میں عورت کو کٹہرے میں کھڑا کر کے یہ معاشرہ اسے مصلوب کرنے کا پیمانہ بھی خود ہی ترتیب دیتا ہے۔

اگر کہیں خوش خبری آنے میں دیر ہو جائے یا پتہ چلے کہ کوئی مسئلہ ہے تو اس عورت کو کہیں بھی امان ملنا مشکل ہو جاتی ہے۔ اس جرم کو اس طرح لیا جاتا ہے کہ جیسے وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کرنے میں ناکام ہوگئی۔ ہر کوئی یہ مان لیتا ہے کہ قصور اور خرابی تو عورت میں ہی ہے۔ مرد تو ازل سے حکمرانی کی چھڑی لئے اس قصور سے مبرا ہوتا ہے۔ عورت اس جرم کی پاداش میں سولی پہ لٹکی ادھ موئی زندگی گزارنے پہ مجبور ہو جاتی ہے۔ وہ نہ زندوں میں شمار ہوتی ہے اور نہ مردوں میں۔ ہم اتنے پڑھے لکھے اور باشعور ہو کر بھی کھیتی سے انسان تک کا سفر ہی طے نہیں کر پائے۔ اور کھیتی بھی وہ کہ فصل نہ اُگے یا خراب اُگے تو سارا الزام کھیتی اور اس کی مٹی کو ہی دیا جاتا ہے۔ بیج کیسا تھا، پانی وقت پہ لگایا یا کھیتی کا خیال رکھا گیا؟ اس بارے کوئی بحث نہیں۔ اس صورت حال میں کوئی اور بچہ گود لینے کا آپشن بھی شاذ ہی لیا جاتا ہے کیونکہ کھیتی کے مالک کو فصل اپنی چاہیے اور اگر فصل نہ ملے تو اس کو کھیتیاں بدلنے کا حق حاصل ہے۔ ہاں کھیتی مالک نہیں بدل سکتی۔

وفاداریاں ثابت کرنے کا موسم

قائداعظم کے ساتھ مل کر پاکستان بنانے میں مذہبی اقلیتوں نہ صرف اپنا کلیدی کردار ادا کیا بلکہ اس کی تعمیر و ترقی میں اب تک اہم کردار ادا کر رہی ہیں کیونکہ وہ پاکستان کا حصہ ہیں۔ اسکے باوجود پاکستان پر جب بھی کوئی مشکل وقت آتا ہے تو مذہبی اقلیتوں کو اپنی وفاداری کا ثبوت دینا پڑ جاتا ہے۔ کیوں ہمیں یہ باور کروانا پڑتا ہے اور اپنی وفاداریوں کا یقین دلانے کیلئے ایسے بے حقیقت بیانات دینے کی ضرورت پڑ جاتی ہے کہ ہم "جنت" میں رہتے ہیں۔ کیا اقلیتوں نے اس دھرتی ماں کی کوکھ سے جنم نہیں لیا؟ پھر ان کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیوں کیا جاتا ہے؟ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا کبھی مذہبی اقلیتیں دہشت گردی یا ملک مخالف سرگرمیوں میں ملوث رہی ہیں؟ وہ اپنے ملک کی وفادار ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ پھر کیوں انہیں قانون، معاشرے اور سیاست میں برابری کے حقوق حاصل نہیں۔ ہر میدان میں انہیں ناانصافیوں اور استحصال کا سامنا ہے۔ کیا جنت اس کو کہتے ہیں؟ جنت کا ماحول اور حالات وہ غریب اور بے بس اقلیتی خواتین اور کم عمر بچیاں بخوبی بتاسکتی ہیں جو ہر روز اجتماعی جنسی تشدد کا نشانہ بنتی ہیں۔ جو جبری شادی اور تبدیلی مذہب کا شکار ہوتی ہیں یا وہ نرسیں بتاسکتی ہیں جن کے سروں پر ظالموں کے مذموم ارادوں کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے 295C کی تلوار لٹکا دی جاتی ہے۔ یا جن پر توہین مذہب کا الزام لگا کر خوف وہراس کی فضا پیدا کردی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ مسیحی کمیونٹی کے ساتھ دو بڑے شعبے وابستہ تھے، ایک تعلیم اور دوسرا صحت کا شعبہ تھا۔ پہلے تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے کر انکے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ جس سے مسیحیوں کی پوری ایک نسل کا تعلیمی سلسلہ متاثر ہوا اور اس شعبے سے انکی نوکریاں جاتی رہیں۔ اور اب کچھ عرصہ سے صحت کے شعبہ میں بھی ان کیلئے مسائل پیدا کیئے جارہے ہیں۔ تاکہ صحت کے شعبہ سے بھی ان کا کردار ختم کردیا جائے۔ نوجوان نسل احساس کمتری میں مبتلا ہوگئی ہے کیونکہ انہیں اعلیٰ تعلیم اور ملازمتوں میں تعصب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گذشتہ روز سپریم کورٹ کی طرف سے ایڈورڈز کالج پشاور کا فیصلہ خیبر پشتونخواہ کے حق میں دینے سے تمام پاکستانی اور اوورسیز میں مقیم مسیحیوں میں بہت مایوسی پھیلی ہے۔ ان حالات میں اقلیتیں حکومت اور عدلیہ سے کیا انصاف کی امید رکھ سکتے ہیں۔

3 مئی 2021ء کو یورپی یونین کی قرارداد منظور ہوئی تو وہی اقلیتی رٹو طوطوں نے مساوی حقوق اور جنت کی رٹ لگانا شروع کردی۔ جس سے بیرون ملک رہنے والے پاکستانی مسیحیوں میں یہ گرم گرما بحث چھڑگئی ہے کہ وہ پاکستان میں اقلیتوں کو مکمل حقوق اور آزادی کے دعوؤں سے یورپی یونین کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے۔ کیا ان کی انٹیلی جنس اتنی کمزور ہے۔ انکا حال بقول شاعر "دل کے بھلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے"۔ بظاہر یہ الفاظ کہنے اور لکھنے میں بڑے آسان ہیں۔ مگر ان الفاظ سے دوسری جمہوری حکومتوں کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونکی جاسکتی۔ جو برملا کہہ رہی ہیں کہ فنڈنگ کرنے کے باوجود پاکستان مذہبی شدت پسندوں کو ختم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ایک طرف اگر کوئی حکومت مذہبی اقلیتوں کیلئے کوئی مثبت قدم اٹھانے کی کوشش کرتی ہے تو دوسری طرف حکومت کی غلط پالیسیوں ہی کی وجہ سے مذہبی انتہا پسند اسمبلیوں اور سینیٹ میں موجود اراکین اقلیتوں کے تحفظ کا بل پاس

تحریر: سیمسن جاوید

نہیں ہونے دیتے۔ یا ایسی قراردادیں پاس کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن سے ملک میں مختلف مذہبی مسلک اور مذہبی اقلیتیں عدم تحفظ کا شکار ہوجاتی ہیں۔ اسی مذہبی تشدد پسندی اور انتہا پسندی ہی کی وجہ سے مذہبی اقلیتیں عتاب کا شکار ہیں۔ کسی بھی ملک کا آئین اس کے معاشرے کی سوچ وفکر اور اسکی طرز زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ اور جب آئینی طور پر ہی پاکستان میں اقلیتیں آزاد نہیں تو وہ مذہبی طور پر آزاد کیسے ہوسکتی ہیں؟ بیشک پاکستان نظریات کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا مگر قائداعظم حکومتی امور اور مذہبی امور کو الگ الگ دیکھنا چاہتے تھے مگر ان کی وفات کے بعد قائداعظم کے نظریہ کے برعکس اقلیتوں کے کلیدی کردار کو فراموش کر کے پاکستان کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نام دے کر مذہبی تعصب کا آغاز کردیا گیا۔

اقلیتوں کو آئین میں مساوی حقوق نہ دے کر اقلیتوں کی قربانیوں اوران کی خدمات اور وفاداریوں کو فراموش کیا گیا ہے۔ جو جمہوریت پر ایک کاری ضرب ہے۔ اور یوں ملک میں مذہبی شدت پسندی کو فروغ دینے کا موقع فراہم کیا گیا، بیشک موجودہ حکومت نے مذہبی شدت پسندی کے خاتمے کیلئے کچھ قدم اٹھائے مگر ایک جمہوری مملکت اور جمہوری اداروں کے استحکام کیلئے قومی اور صوبائی سطح پر کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے گئے۔ کمزور معیشت کو مستحکم کرنے کی پالیسیاں نہ اپنانے کی وجہ سے مہنگائی اور غربت میں اضافہ ہوا ہے۔ قانون پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے ملک میں جرائم کی شرح میں ہوشربا اضافہ ہوا ہے۔ صوبہ سندھ، وفاق اور اپوزیشن کے درمیان گڈ گورننس نہ ہونے کی وجہ سے حکومت آرڈیننس کے ذریعے حکومت چلانے پر مجبور ہے۔ صوبائی خود مختاری اور اختیارات کی کشمکش جاری ہے۔ میرج ایکٹ میں لڑکی کی شادی کی عمر صوبہ سندھ میں 18 سال اور صوبہ پنجاب میں 16 سال ہے۔ شادی کی عمر کے اس تضاد سے سندھ کے کئی منچلوں نے فائدہ اٹھایا کہ انہوں نے پنجاب میں آکر کم عمر لڑکیوں سے شادیاں کی ہیں۔ مذہبی اقلیتوں کو ووٹ نہ حق دے کر ایک سازش کے تحت انہیں حکومتی امور سے دور رکھا گیا ہے۔ سلیکٹڈ نمائندوں کا قانون سازی میں کردار نہ ہونے کی وجہ سے اقلیتیں بے شمار مسائل کا شکار ہیں۔ دنیا کی نظروں میں دھول جھونکنے کیلئے اقلیتوں کے نمائندوں کو قومی، صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ میں سلیکٹو نمائندگی دے دی گئی ہے۔ جسکی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ اپنی کمیونٹی کی نمائندگی کرنے کی بجائے اپنی پارٹی کے وفادار ہوتے ہیں۔ جب تک اقلیتوں کو ووٹ کا حق نہیں دیا جائے گا تب تک پاکستان میں مذہبی اقلیتیں بے بسی کی زندگی گزارتی رہیں گی۔

اقلیتوں کی رائے دہی کے جمہوری حق کو فوری طور پر یقینی بنایا جائے جس سے اقلیتیں اپنے ووٹوں سے اپنے نمائندے خود چن سکیں اور اقلیتوں کی آبادی کے تناسب سے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستوں میں بھی اضافہ کیا جائے کیونکہ اقلیتوں کے ووٹوں سے منتخب نمائندے ہی انکے مسائل حل کرنے میں دلچسپی لیں گے۔ سلیکشن کے ذریعے آنے والے نمائندوں نے کبھی بھی اقلیتوں کے مسائل حل کرنے میں دلچسپی نہیں لی۔ اقلیت اتنی ہی محب وطن ہے جتنی اکثریت۔ وہ بھی اتنی ہی پاکستانی ہے جتنی اکثریت۔ وہ بھی اپنے ملک کیلئے قربانیاں دینے کو ہمہ وقت تیار ہیں۔

ملالہ کی مذمت

لڑکپن کی عمر تھی اور میں ہفت روزہ ''کسان'' گجرات کے دفتر کے باہر خالد مسعود ملک (حال ایڈووکیٹ) کے ساتھ بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا- جمعہ کا دن تھا اور حسب معمول جمعہ کے روز لوڈشیڈنگ تھی کہ میرے پھوپھا عنائت اللہ سالار اپنی سائیکل پر وہاں سے گزرے- انہوں نے سائیکل کی رفتار کم کئے بغیر یہ آواز لگائی- ''ملک صاحب! شاہ صاحب (محمود شاہ گجراتی) کی والدہ انتقال فرما گئی ہیں- میری طرف سے بھی اخبار میں مذمت لگا دیجئے گا- ابھی وقت نہیں جمعہ پڑھنا ہے- پھر آؤں گا تو آپ کی خدمت کردوں گا''-

عنائت اللہ سالار ایک اعلیٰ پائے کے سیاسی ورکر تھے- قیام پاکستان کے موقع پر مسلم لیگی نوجوانوں پر مشتمل جماعت مسلم لیگ گارڈز بنی تو عنائت اللہ سالار اس کے سالار بنے جس کے بعد سالار ان کے نام کا ہمیشہ کیلئے حصہ بن گیا- وہ مسلم لیگ گجرات کے بہت عرصہ تک صدر بھی رہے اور بی ڈی ممبر بھی منتخب ہوتے رہے- پاکستان میں جتنے بھی سیاسی اتحاد بنے وہ اس کی گجرات برانچ کے صدر ہوتے- کئی دفعہ تو ایسا بھی ہوتا کہ اتحاد ختم ہو جاتا لیکن ان کی صدارت قائم رہتی- تاہم ان کی اس بات پر ہم ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوئے اور آج تک جب بھی وہ بات یاد آتی ہے تو ہنسی ہی آتی ہے- خالد مسعود ملک کہنے لگے کہ ''سالار صاحب یہ حکم جاری فرما گئے ہیں کہ مذمت لگا دیں لیکن شاہ جی کی والدہ کے انتقال پر مذمت لگائی جائے تو کس کے خلاف؟ کیا یہ مذمت اللہ تعالیٰ کے خلاف لگانی ہے یا ملک الموت کی؟'' اس بات پر مزید ہنسی آئی اور یہ ہنسی سالار صاحب کی نماز جنازہ پر بھی آتی رہی-

مذمت لگوانے والوں میں بولٹن سے مسلم کانفرنس کی یک جماعتی تنظیم کے ایک راہنما تھے جن کے نام کے ساتھ بھی سالار لگتا ہے وہ بھی ''مذمت'' لگوانے کے چکر میں ہمیشہ سرگرم رہتے تھے- ایک دفعہ میں نے ان کی روز روز کی فرمائش سے تنگ آ کر مجاہد

اول سردار عبدالقیوم خان مرحوم کے خلاف ہی ان کا بیان یعنی ''مذمت'' لگا دی- پھر کیا تھا راجہ ظہور احمد خان صدر مسلم کانفرنس برطانیہ سمیت ساری مسلم کانفرنس میں ہل چل مچ گئی- تاہم سالار صاحب نے جواب دیا کہ ''سردار صاحب وی بندے جن ناں''-

ملالہ یوسف زئی کے ساتھ میری یادیں کچھ اچھی نہیں رہیں- اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اس کے سر میں مبینہ طور پر گولی لگی تھی تو یہ خبر عام ہو گئی تھی کہ اس کے سر میں گولی نہیں لگی- حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا کہ اس کے سر کی سرجری نہیں ہوئی اور گولی سر سے نکال بھی لی گئی- یہ خبر بھی عام ہوئی کہ اگر سر میں گولی لگ جائے تو کیا انسان زندہ بچ سکتا ہے- وغیرہ وغیرہ- دلائل کچھ ایسے زوردار تھے کہ میں نے بھی یہ سمجھا کہ امریکہ بہادر ملالہ کے روپ میں پاکستان میں کوئی نئی سیاست کھیلنا چاہتے ہیں- میرا شک اس وقت مزید پختہ ہوا جب مغربی میڈیا پر ملالہ یوسف زئی کی خوب تشہیر کی گئی- پھر صحت یاب ہونے کے باوجود ملالہ یوسف زئی پاکستان نہیں گئی- میں یہ سوچنے پر مجبور تھا کہ پاکستان میں کتنی ایسی لڑکیاں ہوں گی جن کو گولیاں لگتی ہوں گی لیکن کیا ہر لڑکی کے ساتھ امریکہ اور مغرب کا وہی رویہ ہوتا ہے جو ملالہ کے ساتھ ہے؟ یقیناً ملالہ کی شکل میں انہیں ایک مہرہ چاہیئے ہوگا جو ان کے مفادات کو فروغ دے سکے- تاہم جب ملالہ کو نوبل انعام ملا تو میرا شک پختہ یقین میں تبدیل ہو گیا-

ملالہ کو میں نے کبھی اہمیت نہیں دی کیونکہ میرے نزدیک وہ امریکہ کی ایجنٹ تھی- تاہم گذشتہ ہفتے ملالہ ایک دفعہ پھر میری نظروں میں آ گئی کیونکہ پاکستان کا ہر حلقہ اس کی ''مذمت'' کر رہا ہے- میں نے بہت کوشش کی کہ مجھے ملالہ کی مذمت کے واقعہ کا کوئی سر پاؤں مل جائے لیکن ایسا نہ ہوسکا کیونکہ ساری قوم ''مذمت'' لگوانے کے چکر میں ہے- ہر کوئی یہ تو کہہ رہا ہے کہ ملالہ نے جو کہا وہ غلط ہے لیکن کسی بھی بیان میں یہ واضح نہیں ہو رہا تھا کہ اس نے آخر کہا کیا ہے؟ ایک صحافی ہونے کی وجہ سے خبر کی تہہ تک پہنچنا میرا پیشہ ہے- چنانچہ میں نے اس پر تحقیق کی تو علم ہوا کہ ملالہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی مرد اور عورت اپنی رضامندی سے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں تو وہ میاں بیوی ہیں- بس پھر کیا تھا کہ ''میری طرف سے بھی مذمت لگا دیں'' کی کاروائی میں نام نہاد سیاستدانوں اور عشق رسولؐ میں ڈوبے ہوئے لوگوں نے فیس بک اور سوشل میڈیا میں مصروفیت کا ایک نیا پہلو تلاش کر لیا-

ویسے ملالہ یوسف زئی نے کوئی ایسی بات بھی نہیں کہی کہ ساری قوم لٹھ لے کر اس کے بیان کے خلاف ''مذمت'' لگوانے میں اپنا کردار نبھائے- اس کا یہی کہنا ہے ناں کہ اگر ایک مرد اور عورت باہمی رضامندی سے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں- مذہب بھی تو یہی کہتا ہے کہ ناں کہ عورت اور مرد کی شادی ان کی مرضی سے کی جائے- نکاح بھی ایجاب وقبول کا ہی نام ہے ناں- مجھے یاد پڑتا ہے کہ 1986ء میں جرمن ٹی وی کا ایک پروگرام دیکھ رہا تھا جس میں ایک ترکی عالم دین اور ایک لڑکی کے درمیان دلچسپ مباحثہ ہو رہا تھا- لڑکی کا جامعۃ الازہر کے فتویٰ کی روشنی میں یہ استدلال تھا کہ اگر میں کسی مرد کے ساتھ باہمی رضامندی کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں اور ہم دونوں خود کو میاں بیوی تصور کرتے ہیں تو اس میں نکاح کی ضرورت کیوں ہے؟ عالم دین نے کہا کہ ایک شادی شدہ جوڑے کی اولاد کیلئے گواہوں کی ضرورت ہے- کم از کم دو افراد ایسے ہوں جو یہ کہہ سکیں کہ ہم ان کے درمیان ہونے والے نکاح کے گواہ ہیں اس لئے یہ اولاد انہی دونوں کی ہے- جواب میں لڑکی نے کہا کہ گواہوں کے پاس کون سا ایسا پیمانہ ہے جس کی روشنی میں وہ یہ بتا سکیں کہ پیدا ہونے والی اولاد ان دونوں کی ہے- ہوسکتا ہے کہ اولاد کسی اور باپ سے ہو؟ البتہ آج کا ڈی این اے ٹیسٹ یہ بات ثابت کرسکتا ہے کہ واقعی اولاد ان دونوں کی ہے یا نہیں- ایسے میں محض گواہوں کے وجہ سے نکاح کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے- عالم دین نے کہا کہ آپ کی بات درست ہے- تاہم ہم یہ نکاح سنت نبیؐ سمجھ کر کرتے ہیں کیونکہ نکاح سنت ہے فرض نہیں ہے- یہی بات مفتی منیب الرحمٰن سے پوچھی گئی تو انہوں نے بھی اسے جائز قرار دیا- مفتی صاحب کا استدلال تھا کہ اگر ایک لڑکی اور لڑکا باہمی رضامندی سے پوری دنیا کے سامنے یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم میاں بیوی ہیں تو یہ عین اسلام ہے-

اگر دیکھا جائے تو جدید سائنس کی روشنی میں واقعی اولاد کیلئے گواہوں کی ضرورت ختم ہو گئی ہے- تاہم افسوسناک بات یہ ہے کہ پاکستانی قوم سائنس سے فائدہ تو اٹھاتی ہے لیکن اس کی مخالفت بھی کرتی ہے- جس ملک میں لوگوں پر یہ زور دیا جائے کہ عربی زبان میں قرآن وحدیث پڑھو اور اس کا ترجمہ نہ پڑھو وہاں ایسے ہی عالم پیدا ہوں گے حالانکہ یہ بھی جامعۃ الازہر کا فتویٰ ہے جس کی مولانا مودودیؒ نے بھی تائید کی (بقیہ اندرونی صفحہ پر)

پرندے ہمارے دوست.........(افسانہ)

مئی کا مہینہ شروع ہوتے ہی دادا جان نے اپنی بالکونی اور چھت پر پرندوں کے پینے کے لئے پانی رکھنا شروع کر دیا تھا- ویسے تو وہ کئی سالوں سے سارا سال پرندوں کیلئے کئی برڈ فیڈ لگا کر رکھتے تو جن میں وہ فیڈ یعنی باجرہ اور گندم ڈالتے آئے تھے- بالکونی میں ڈھیروں گملے تھے جن میں پھولوں کے

نصرت جان، سیالکوٹ

پودے اور سدا بہار پودے لگے ہوئے تھے۔ ڈھیروں پرندے کھانا کھاتے اور پانی پینے آتے تھے۔ ان پرندوں میں چڑیاں، مینا، کبوتر اور فاختائیں بھی تھیں اور کبھی کبھار تو کوے بھی اپنی پیاس بجھانے آتے تھے۔ وہ کھڑکی سے پرندوں کو دیکھتا رہتا لیکن تابی کو ایک بات پسند نہیں تھی کہ چڑیاں آ کر اسکے پودوں میں سے نرم نرم شاخیں اور پتے کھا جائیں پھر تو گملے پھٹے پتے برے لگتے تھے۔ اصل میں چڑیوں کا بھی کوئی قصور نہیں تھا۔ موسم بہار میں وہ انڈے دیتی ہیں اور جب بچے نکل آتے ہیں تو انکے بچوں کو نرم خوراک کی ضرورت ہوتی ہے یہ نرم پتے اور شاخیں اور پھول اپنے بچوں کی فیڈ کیلئے استعمال کرتی ہیں۔ تابی کی امی جان نے چھت پر کپڑے سکھانے کیلئے تاریں باندھ رکھیں تھیں- ایک دن کہیں سے اڑتی ہوئی پتنگ آئی جس میں کافی ساری ڈور بھی تھی- یہ ڈور تاروں کے کناروں پر الجھ گئی تھی۔ ایک روز تابی کے دادا جان پودوں کو پانی دینے گھر کی چھت پر گئے تو دیکھا ایک کوے کی ٹانگ اس ڈور میں پھنس گئی تھی اور وہ بڑی تکلیف میں تھا- دادا جان نے کوے کو اس ڈور سے چھڑانے کی کوشش کی تو اس نے اپنی چونچ اور پنجوں سے انہیں زخمی کرنے کی کوشش کی اور کوے کے ساتھی ارد گرد شور مچاتے رہے- اُن کا خیال تھا کہ دادا جان کوے کو پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں- بہت مشکلوں سے انہوں نے کوے کو اس ڈور سے آزاد کرایا- دادا جان جب بھی چھت پر موجود ہوتے وہ کوا گھر کی منڈیر پر آ کر بیٹھ جاتا گویا وہ ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہو۔

تابی کا دوست آکاش اُس کا ہم عمر تھا- سکول سے واپس آ کر وہ اپنے دوست کے گھر کھیلنے کیلئے جاتا- وہ دونوں چھت پر چڑیا پکڑنے کیلئے شہتوت کی شاخوں سے بنی ٹوکری استعمال کرتے- وہ ایک لکڑی کے سرے پر رسی باندھ کر ٹوکری کو کھڑا کرتے اور ٹوکری کے نیچے دانہ ڈال دیتے- جونہی چڑیا دانا کھاتی وہ رسی کو کھینچ لیتے اور چڑیا بے چاری ٹوکری کے نیچے ڈری سہی رہتی- وہ چڑیا کو پکڑ کر اس کا معائنہ کرتے اس کی چونچ کیسی ہوتی ہے- پیروں کی ساخت کیسی ہے- اُسکے پروں کا رنگ کیسا ہے- معائنے کے بعد وہ چڑیا کو چھوڑ دیتے- آکاش کا کمرہ اوپر والی منزل پر تھا۔ اس کے صحن میں ابروکیریا کا بہت بڑا درخت تھا- اُس پر ڈھیروں پرندوں کا بسیرا تھا۔ اُسکی امی نہ صرف پرندوں کو پانی ڈالتی بلکہ اُنکے کھانے کیلئے چاول اور روٹی بھی ڈال دیتیں۔ تابی کے کچھ دوست آکاش کے گھر اکٹھے ہوتے اور پرندوں کو دیکھتے رہتے۔ تابی کی امی جاب کرتی تھیں اور انہیں پھول بہت پسند تھے۔ انہوں نے اپنے گھر کی سیڑیوں میں سدا بہار پھولوں کے گملے رکھے ہوئے تھے- اُن میں ایک گملے میں سبز پتوں والی بیل لگی تھی- جو تقریباً آدھ فٹ اونچی ہو گئی تھی۔ وہ بیل سرے سے ہی غائب تھی اور چرانے والا کوئی اور نہیں تھا- وہ تو چڑیاں تھیں جو نرم شاخیں اپنے گھونسلے کیلئے لے گئیں تھیں۔ امی جان کو بہت غصہ آتا۔ تابی کے گھر کے برآمدے کی چھت لکڑی کی تھی جس میں درزیں تھیں اور ان درزوں میں اکثر چڑیاں گھونسلے بنا لیتی تھیں- گھونسلوں میں اکثر انڈے فرش پر گر کر ٹوٹ جاتے تھے اور اگر انڈے گرنے سے بچ جاتے تھے تو کئی مرتبہ بچے گھونسلوں میں سے نیچے فرش پر گر جاتے تھے اور مر جاتے تھے۔ تابی کو بہت افسوس ہوتا- وہ کہتا ماما یہ چڑیاں بہت بے وقوف ہیں- اپنے بچوں کی اچھی طرح دیکھ بھال نہیں کرتیں۔ اس لئے بچے گھونسلوں سے گر کر مر جاتے ہیں- ایک دن ایسا ہوا کہ تابی جب سکول سے گھر آیا تو گیٹ کے قریب چڑیا کا بچہ گرا ہوا تھا لیکن وہ زندہ تھا۔ تابی چڑیوں پر غصہ کرنے لگا۔ اس نے میز پر کرسی رکھی اور چڑیا کے بچے کو گھونسلے میں رکھ دیا چڑیا سارا دن واپس نہ آئی۔ تابی فکر مند تھا کہ چڑیا کا بچہ بھوکا مر جائے گا۔ شام کو جب چڑیا واپس آئی تو اپنے گھونسلے میں بچے کو زندہ سلامت دیکھا تو ادھر اُدھر چکر لگانے لگی- چڑیا کا بچہ زور زور سے چوں چوں کر رہا تھا کیونکہ وہ بھوکا تھا۔ تابی نے روٹی کے بہت باریک ٹکڑے کر کے اخبار کے اوپر رکھے تاکہ چڑیا بچے کو دانہ کھلا سکے اور ایسا ہی ہوا- چڑیا ایک دانہ اپنی چونچ میں رکھتی اور گھونسلے میں چلی جاتی اور پھر واپس دوسرا دانہ لینے آتی- تابی نے پانی کا برتن بھی برآمدے میں رکھ دیا۔ چڑیا نے خوب پانی پیا اور واپس اپنے گھونسلے میں چلی گئی اور بعد میں بھی کئی مرتبہ تابی گھونسلے سے گرے ہوئے بچوں کو واپس ان کے گھونسلوں میں رکھ دیتا۔ اسطرح بچے مرنے سے بچ جاتے- جونہی وہ اُڑنے کے قابل ہوتے ماں کے پیچھے پیچھے اُڑ کر کبھی ادھر کبھی اُدھر گھر میں گھومتے پھرتے۔ تابی کو یہ سب دیکھنا اچھا لگتا کبھی ایسا بھی ہوتا کہ چڑیاں کمروں میں آ جاتیں اور پنکھوں سے ٹکرا کر زخمی ہو جاتیں کئی بار معصوم چڑیا جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی اور تابی انہیں لے جا کر زمین میں دفن کر دیتا اور آکاش کو دیکھ کر اسکے دوستوں نے بھی پرندوں کیلئے پانی اور دانہ رکھنا شروع کر دیا ہے۔ دادا جان کا کہنا ہے کہ ایسا کرنے سے پرندے اُنکے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں اور بچے ہر امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

جیم ف غوری کا شہرہ آفاق ناول...........ہم گمشدہ لوگ

تیسری قسط

کلاس شروع ہونے میں ابھی دس منٹ باقی تھے مگر نور جہاں نے کلاس روم میں ہی بیٹھے رہنے کو ترجیح دی اور آج کے اہم موضوع فرائیڈ کی بیان کردہ انسانی نفسیات پر لیکچر دینے کیلئے آنے والے پروفیسر اور کلاس فیلوز کا بظاہر پُرسکون انداز میں انتظار کرنے لگی۔ مگر وہ اصل میں اپنی زندگی کے بارے میں منصوبہ بندی کر رہی تھی- وہ سوچ رہی تھی اس کا مستقبل کس طرح کا ہونا چاہیے اور اتنی لمبی عمر دنیا میں بسر کرنے کا اس کا مقصد کیا ہوگا- اس جدید دنیا میں اسے زندگی کس ڈھنگ سے بسر کرنی ہے۔ اس کے زندگی کا ساتھی کیسا ہونا چاہیے، اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد وہ کہاں ملازمت کرے گی- کیا اسے ترقی یافتہ دنیا کو چھوڑ کر کسی دور دراز کی دنیا میں چلے جانا چاہیے- جہاں ایسی دنیا آباد ہو جو بنیادی انسانی سہولیات سے محروم ہماری جدید ترقی یافتہ دنیا سے ناآشنا ہوں اور صحت کے لئے بنیادی طبی اور غذائی سہولیات سے محروم زندگی کے دن گذار رہے ہوں- آخر میں وہ اس فیصلے پر پہنچ گئی کہ وہ زندگی کا ساتھی اس کو منتخب کرے گی جس کی زندگی کا مقصد میرے مقصد سے بالکل ملتا نہ بھی ہو لیکن وہ اس کے قریب ضرور ہو اور میرے مقصد کو سمجھتا ہو، جو میرے ساتھ کسی غریب ملک کے پسماندہ لوگوں کی صحت کے مسائل کو حل کرنے میں میری مدد کرے اور زندگی کے اس شعبے میں خدمت کرنے کیلئے میرے ساتھ تیار ہو۔

یوسف اپنے ایک ہاتھ میں پیزا کا ڈبہ اور دوسرے ہاتھ میں بیئر کی بوتل تھامے یونیورسٹی کے پیزا ہاؤس میں اپنے بیٹھنے کیلئے جگہ تلاش کر رہا تھا- اسے ایک کونے میں دو کرسیوں والے چھوٹے میز پر نور جہاں بیٹھی نظر آئی جس کے سامنے والی کرسی خالی تھی- اس سے پہلے کہ کوئی اور اس جگہ پر قابض ہو جائے وہ جلدی سے اس کی طرف بڑھا اور اپنا بیگ خالی کرسی کی پچھلی ٹانگوں کے ساتھ لٹکاتے ہوئے بیٹھنے کی اجازت طلب کی۔

کیا میں اس خالی کرسی پر بیٹھ سکتا ہوں؟ کیا یہ واقعی خالی ہے آپ کو یقین ہے؟ اس سے پہلے کہ نور جہاں کوئی جواب دے اس نے پیزے کا ڈبہ میز پر رکھا اور اپنا کوٹ بھی کرسی کی پشت پر لٹکایا اور بیٹھ گیا۔ اس سارے عمل کے دوران نور جہاں پیزا کا آخری ٹکڑا کھانے میں مصروف رہی- اس نے کسی قسم کا کوئی ردعمل نہیں دیا۔

یوسف نے جلدی جلدی پیزا ختم کیا اور بیئر کی بوتل میں سے دو تین گھونٹ حلق میں اتارے تو اسے احساس ہوا کہ سامنے والی کرسی پر آج نور جہاں غیر متوقع طور پر اداس بیٹھی ہے جس نے اس کے ساتھ کبھی بات نہیں کی تھی وہ ہر بار جب اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا تھا تو اس کا دوست ماریو اس کے ساتھ ہونے کی وجہ سے بات نہیں کر پاتا تھا۔ اس نے ایک بار پھر بڑے غور سے نور جہاں کے چہرے کی طرف دیکھا- اسے یوں لگا کہ وہ کچھ سوچ رہی ہے- اس کی آنکھیں دیوار کی طرف تھیں- وہ فکر مند بھی دکھائی دے رہی تھی اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ دیوار پر کوئی لکھی تحریر پڑھ رہی ہے یا پھر کوئی منظر سفید دیوار پر تخلیق کر رہی ہے جس کیلئے وہ نہ تو کوئی برش استعمال کر رہی ہے اور نہ ہی اس کے ہاتھ میں رنگوں کی ٹرے ہے- وہ خیالوں میں ایک منظر ترتیب دے کر اس میں اپنی مرضی اور پسند کے رنگ استعمال کر رہی تھی- چند لمحے وہ اسے دیکھتا رہا- آج وہ اسے جی بھر کر دیکھنا چاہتا تھا- اسے یوں محسوس ہوا کہ وہ اپنی منزل کے بالکل قریب ہے- اسے سفر جاری رکھنا چاہئے وہ ہارنا نہیں چاہتا تھا- وہ منزل کو قریب سے دیکھ کر دور نہیں کرنا چاہتا تھا- لہٰذا وہ اسے اعتماد دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کے دل ودماغ میں مکمل طور پر رچ بس جائے- وہ اسے ساری عمر کے لئے اپنے دل ودماغ میں آباد کر لینا چاہتا تھا۔ یوسف اسے خیالوں میں مگن دیکھ رہا تھا اور خود بھی مستقبل کے بارے سوچ رہا تھا- وہ دونوں اپنی سوچوں میں مگن پیزا ہاؤس کے ماحول سے بے خبر تھے۔ یوسف کو آج وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت لگی وہ اسے دیکھتا رہا پھر اس کے دل ودماغ میں فوراً خیال آیا کہ آج موقع ہے- شاید دوبارہ قدرت مجھے یہ موقع فراہم نہ کرے لہٰذا فائدہ اٹھانا چاہیئے- یوسف نے بڑے دھیمے اور مہذب انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''نور جہاں کیا بات ہے- دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کی وجہ جان سکتا ہوں؟ کیا تیرے ساتھ خدانہ کرے کچھ برا تو نہیں ہوا ہے؟ کیا آج کسی کے ساتھ تُو تُو میں میں تو نہیں ہوئی جو اس طرح اداس بیٹھی ہوئی ہو''؟

''ہوں، ہاں، نہیں نہیں- ایسی تو کوئی بات نہیں ہے- وہ میں اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ رہی تھی''- نور جہاں ایک لمحے میں خیالوں کی دنیا سے باہر آ گئی۔

''اور مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ تم اسی دنیا میں آباد ہونا چاہتی ہو

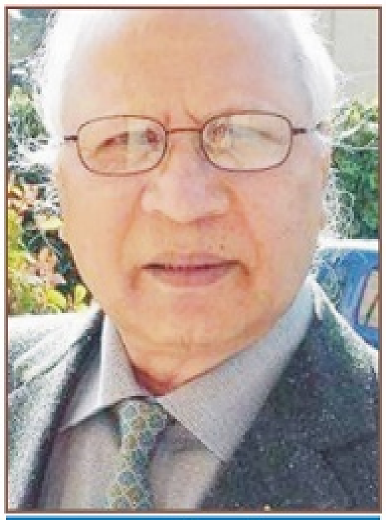

جیم ف غوری

جہاں تم اس وقت موجود ہو، وہاں سے باہر نکلنے کی تم کوشش بھی نہیں کر رہی ہو اور اس ان دیکھی دنیا سے باہر آنے کا تمہارا کوئی ارادہ نہیں لگ رہا ہے- مجھے لگ رہا ہے جیسے دیوار پر تم کسی انسان کو اپنے خیالوں میں بنا رہی ہو یا پھر کوئی تحریر پڑھ رہی ہو''۔ اور پھر اپنے اردگرد دیکھتے ہوئے بڑے رازدارانہ لہجے میں آہستہ سے کہا ''اگر تم نے اپنے مستقبل کے بارے معلوم کرنا ہے تو میں کس لئے ہوں- میں چند جملوں میں تمہارا مستقبل بتا سکتا ہوں''- یوسف نے ٹشو پیپر سے اپنے ہونٹوں سے پیزے کا بچا کچھا ذائقہ صاف کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ''مجھے معلوم ہے آج کے اس جدید اور ترقی کے تیز رفتار زمانے میں ابھی تک ہاتھوں کی لکیروں میں چھپی قسمت کا کھیل جاری ہے جس میں صنف نازک کو مرد سے برتر سمجھنے کی روایت ابھی ختم نہیں ہوئی ہے- عورت سے مرد آج بھی ایک بے جان کھلونے کی طرح کھیلتا ہے اور زمانوں سے کھیلتا آ رہا ہے لیکن اگر مجھ پر بھروسہ کرو اور مجھے اپنے قریب آنے کا موقع دو تو میں یہ ثابت کروں گا کہ میں تمہارے ساتھ بے پناہ محبت کرتا ہوں اور ہمیشہ کیلئے تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں- میں دنیا کے کسی بھی کونے میں تمہارے ساتھ رہوں گا''۔

یوسف نے بیئر کا ایک لمبا گھونٹ بھرنے کے بعد پھر کہنا شروع کیا- ''دیکھو ہم طب کے شعبے میں ڈگری لینے والے ہیں- یہ ہمارا آخری سال اس یونیورسٹی میں ہے- اس کے بعد میں ساری عمر تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں- ہم دونوں انسانیت کی خدمت کریں گے''۔

نور جہاں نے کوئی جواب نہیں دیا- وہ صرف دیوار کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ یوسف کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا آخر اس نے ایک بار پھر نور جہاں سے پوچھ ہی لیا- ''کیا بات ہے؟ کیا ہوا ہے آج کیوں مایوس اور اداس دکھائی دے رہی ہو''؟

نور جہاں ایک دم چونکی اور سوچوں کے سحر سے باہر آ گئی اور یوسف سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''ہاں! کیا کہا ہے آپ نے مجھے''۔ نور جہاں اب مکمل ہوش وحواس میں تھی اور پھر یوسف سے کہا۔ ''مجھے معلوم تھا تم مجھ سے ایک ساتھ اتنے سارے سوال پوچھو گے کیونکہ اس طرح کی صورت حال میں اور بھی بہت زیادہ سوال کئے جا سکتے ہیں جن میں ہمدردی جتا کر لڑکی کا دل جیتنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی تمام تر کوشش کی جاتی ہے''- پھر وہ خاموش ہو گئی۔ کچھ لمحوں کے دوبارہ یوسف سے مخاطب ہوئی۔ ''مگر یہ بات سچ ہے کہ تم مجھے اچھے لگے ہو اپنے تمام تر سوالات کے ساتھ اور اپنی ہمدردی کے ساتھ کہ تم میرے لئے اپنے دل سے قدر کرتے ہو اس لئے میں تمہیں سب کچھ بتانا چاہتی ہوں- تمہیں بالکل اپنا سمجھتے ہوئے''۔

یوسف کو محسوس ہوا جیسے کوئی اسے پہاڑ کی چوٹی پر گھسیٹتا ہوا لے کر جا رہا ہے اور اوپر پہنچ کر سانس بھی لینے نہیں دے گا اور پھر نیچے کی طرف دھکیل دے گا ایک لمحے میں سوچ کی گٹھڑی میں باندھ کر مجھے ذہن کے ساتھ ساتھ دل ودماغ سے باہر پھینک دیا جائے گا۔ وہ کچھ لمحے انتظار کرتا رہا- نور جہاں کے ردعمل کا، مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا، نور جہاں اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ ''میں نے اسے خدا حافظ کہہ دیا ہے''۔

''کس کو خدا حافظ کہہ دیا ہے- مجھے بتائیں گی تو مجھے معلوم ہو گا''۔ یوسف نے پوچھا

''بتا رہی ہوں- آپ درمیان میں ہی سوال کر دیتے ہیں پہلے پوری کہانی دھیان سے سن لیں۔ وہ میرے قریب ضرور تھا- یہ ایک حقیقت تھی لیکن اصل میں وہ مجھ سے کوسوں دور تھا- وہ مجھے نہ سمجھ سکا اور نہ ہی میں اس کو سمجھ سکی- اصل میں ہم دونوں میں کوئی چیز مشترک نہیں تھی- ہم دونوں کی سوچ کے راستے الگ الگ تھے- ہم دونوں نے ایک دوسرے کو دریافت کرنے کی بہت کوشش کی مگر وہ میرا ذہن پڑھ نہیں سکا اور میں اس کے دل کی بات کو بوجھ نہ سکی- پھر ہم دونوں نے ایک پیمان کیا''۔

''وہ کیا پیمان تھا''؟ یوسف نے بے چینی سے پھر سے سوال داغ دیا۔

''وہی بتانے لگی ہوں- ہم نے عہد کیا ہے ہم دوست ضرور رہیں گے لیکن زندگی بھر کے ساتھی نہیں ہوں گے- خاندان کو ترتیب دینے اور بنانے کیلئے ہماری راہیں جدا ہیں- مجھے افسوس ہوا ہے- میں نے اسے پرکھنے میں دیر کی لیکن تم یقین کرو یوسف! مجھے تمہارا ذہن پڑھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی- تمہارے دل میں کیا ہے- مجھے ایک دم معلوم ہو گیا ہے- میں تمہارا چہرہ پڑھ رہی ہوں- تمہاری آنکھوں میں تمہاری سوچ کو واضح طور پر دیکھ رہی ہوں- تمہاری پسند اور ناپسند، تمہارا فلسفہ زندگی کیا ہے- مجھے سب کچھ تمہاری باتوں سے معلوم ہو چکا ہے- میری سوچ اور تمہاری سوچ آپس میں بہت حد تک ملتی جلتی ہے- تم سب کچھ وہی ہو جو میں ہوں اور جو میں نہیں ہوں (بقیہ اندرونی صفحہ پر)

بقیہ جات

بقیہ — ہسپتالوں کا کھلنا

وجوہات میں گرم موسم کے علاوہ جرائم پیشہ افراد کی یہ غلط فہمی بھی ہے کہ لاک ڈاؤن کے بعد اب وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ برکسٹن میں خنجر اور گولی لگنے سے زخمی نوجوان کی مدد کو پولیس پہنچی تو وہاں پر جمع افراد نے پولیس پر مختلف پتھراؤ کیا جبکہ ہائیڈ پارک میں نوجوانوں کی لڑائی کے دوران ایک فٹ لمبے خنجر سے نوجوان کو زخمی کر دیا گیا۔ اور ہینگٹن میں ایک شخص نے پولیس کے کتے کو بھی نہیں بخشا اور اس کے سر پر چھری سے پانچ وار کیے۔ تاہم خوش قسمتی سے کتے کی جان بچ گئی۔ نارتھ لندن میں پھول فروخت کرنے والے شخص کو دن دہاڑے چاقو مار کر قتل کر دیا گیا، یہ شخص گزشتہ 39 برس سے ازلنگٹن میں کاروبار کر رہا تھا اور کمیونٹی میں بے حد مقبول تھا۔ چاقو زنی کی وارداتیں کمبریا کے علاوہ بولٹن، راچڈیل کوربی اور لنکا شائر میں پیش آئیں۔ ادھر گزشتہ ہفتے سامنے آنے والی رپورٹس میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ پابندیاں اٹھانے میں دو ہفتہ کی تاخیر بھی ممکن ہے، اس کے علاوہ حکومت مختلف آپشنز پر بھی غور کر رہی ہے، جس کے تحت ماسک پہننا لازمی ہوگا۔ گھر سے کام کرنے کی ہدایت بھی برقرار رہے گی، البتہ مہمان نوازی کا شعبہ مکمل طور کھول دیا جائے گا۔ لاک ڈاؤن کی پابندیوں کے آخری مرحلے کو ختم کرنے میں سب سے بڑا مسئلہ بھارتی وائرس ہے، جسے اب ''ڈیلٹا ویریئنٹ'' کا نام دے دیا گیا ہے۔ گزشتہ ایک ہفتہ کے دوران کورونا وائرس سے متاثر ہونے والے افراد میں 75 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ رپورٹ کے مطابق دو ہفتہ تاخیر کے دوران 40 برس سے زائد عمر کے افراد کو تیزی کے ساتھ ویکسین کی دوسری ڈوز لگائی جائیگی کیونکہ فائزر ویکسین کو ایک ڈوز بھی انڈینویریئنٹ کے خلاف موثر مدافعت فراہم نہیں کرتی اور یہ وائرس انتہائی تیزی سے بھی پھیلتا ہے۔ برطانیہ میں آئندہ ہفتہ سے 25 برس سے زائد عمر کے افراد کو ویکسین لگوانے کے لیے پیش کش کر دی جائے گی جبکہ بیر سے بھارتی وائرس سے متاثر ریڈنگ اور ور کنگھم میں مخصوص پوسٹ کوڈ میں رہنے والے 12 برس سے زائد عمر کے افراد کو پی سی آر ٹیسٹ کرنے کی پیشکش بھی کی جائے گی۔ لاک ڈاؤن کے چوتھے مرحلے کی پابندیاں ختم ہونے کی صورت میں سماجی دوری کی شرط ختم ہو جائے گی۔ نائٹ کلب کھل جائیں گے اور بڑے اجتماعات کی اجازت ہوگی۔ جبکہ متعدد سائنسدان یہ اصرار کر رہے ہیں کہ لاک ڈاؤن کی پابندیوں کو ختم کرنے میں جلدی نہ کی جائے۔

بقیہ — یورپی یونین

پیٹر سٹانو کا کہنا تھا کہ ن ''ہم اس وقت صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ یورپین یونین اس حوالے سے اطلاعات سے آگاہ ہے اور سمجھتے ہیں کہ ہندوستانی حکام تحقیقات کے عمل میں ہیں۔ یاد رہے کہ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں دو افراد کو 7 کلوگرام قدرتی یورینیم غیر قانونی طور پر رکھنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ ہندوستان میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ نہیں ہے۔ یہ تشویشناک واقعات ہندوستان میں جوہری سلامتی کو یقینی بنانے کیلئے ریاستی کنٹرول اور ناقص ریگولیٹری نفاذ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح ان واقعات کا تسلسل ہندوستان میں جوہری اور تابکار مادوں کی موجودگی کے ساتھ اس سے جڑے اندرونی گٹھ جوڑ اور غیر ریاستی قوتوں کے ممکنہ اتحاد کی طرف بھی ایک اشارہ ہے۔

بقیہ — عوامی ورکرز پارٹی

نامعلوم حملہ آوروں نے شدید زدوکوب کیا تھا۔ اس سے قبل پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) کے سابق چیئرمین ابصار عالم کو اپریل میں ایک پارک میں گولی مار کر زخمی ہو گیا تھا۔ فروری میں معروف صحافی مطیع اللہ جان کو دن دھاڑے اغواء کر کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ سندھ کے اندر دو صحافیوں کو گولی ماردی۔ عوامی ورکرز پارٹی کی قیادت نے ایک بیان میں کہا ہے کہ یہ انتہائی تشویشناک ہے کہ ہائبرڈ حکومت پاکستان میڈیا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو متعارف کروا کر آزاد میڈیا اور اختلاف رائے رکھنے والوں کو خاموش کرنا چاہتی ہے اور ملک میں خوف کا ماحول پیدا کر رہی ہے۔ دنیا کے معتبر اداروں نے پاکستان کو صحافیوں کے لئے ایک خطرناک ملک قرار دیا گیا ہے اور 2021ء میں ورلڈ پریس فریڈم انڈیکس میں 180 ممالک میں سے 145 ویں نمبر پر ہے۔ عوامی ورکرز پارٹی برطانیہ کے راہنماوں نے کہا کہ غیر جمہوری قوتوں کے ذریعہ میڈیا کو واضح طور پر قابو کرنے اور ملک کو مکمل طور پر آمرانہ ریاست میں تبدیل کرنے کی دانستہ کوشش ہو رہی ہے۔ انہوں نے صحافیوں پر بڑھتے ہوئے حملوں اور تشدد کو انتہائی تشویشناک قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کی تحقیقات ہونی چاہئیں اور ان مجرموں کو کٹہرے میں لایا جانا چاہئے۔ صحافیوں اور سچ بولنے والوں کے خلاف ڈیجیٹل میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے ایک منظم انداز میں اپنے ٹرولز کی فوج کے ذریعہ غلیظ اور جھوٹا پروپیگنڈا کروایا جا رہا ہے اور ان کے خلاف جعلی مقدمات قائم کئے جا رہے ہیں۔ باکردار صحافیوں اور سوشل میڈیا کارکنوں کو آن لائن ہراساں کرنا، کرائے کے لوگوں کے ذریعے عام عوام کو ان کے خلاف اکسانا، ان کی ساکھ پر سوال اٹھانا، اور ان کو دھمکیاں دینا خطرناک اقدامات ہیں اور انہیں روکنا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوامی ورکرز پارٹی ان تمام بہادر صحافیوں اور سوشل میڈیا کارکنوں کو خراج تحسین پیش کرتی ہے جو تمام مشکلات، دباؤ اور ریاستی جبر اور فاشسٹ رولز کے جتھوں کے پروپیگنڈہ کے باوجود سچ بولتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ ہم ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں اور تمام غیر جمہوری قوتوں اور انتہا پسند عناصر کو خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے اوچھی حرکتوں سے بعض آئیں۔ عوامی ورکرز پارٹی برطانیہ کے راہنماوں نے کہا کہ پاکستان میڈیا ڈویلپمنٹ اتھارٹی (پی ایم ڈی اے) آرڈیننس 2021ء میڈیا، مارشل لاء لگانے کے مترادف ہے جس کے ذریعے آزاد میڈیا کی نگرانی کی جائیگی اور صحافیوں کو سخت سزاوں کے ذریعے ہراسان کیا جائیگا۔ حکومت میڈیا کارکنوں کے خدشات کو دور کرنے اور صحافیوں پر تشدد کا خاتمہ کرنے کی بجائے، پی ایم ڈی اے کے ذریعے سنسرشپ کو باقاعدہ قانونی شکل دینا چاہتی ہے اور میڈیا ٹرائبونلز کے ذریعہ انہیں سرسری سماعت کے بعد سزا دینا چاہتی ہے۔ میڈیا کو اپنی تاریخ کے بدترین بحران کا سامنا ہے کیونکہ غیر جمہوری قوتیں اور آمرانہ حکومت نے بکاو میڈیا اور ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعے آزاد پریس اور مزاحمتی سیاست کے بارے میں عام لوگوں کے ذہنوں میں بدگمانی، 'ریاست دشمن' اور 'بدعنوان' ہونے کا تاثر پیدا کر رہے ہیں۔ پارٹی کا موقف ہے کہ آزاد میڈیا عوام کے مفادات کا دفاع کرتا ہے اور طاقت ور کارپوریٹ سیکٹر، سامراج اور ریاستی اداروں کے جرائم، استحصال اور بدعنوانیوں کو بے نقاب کرتا ہے۔ عوامی ورکرز پارٹی کے راہنماؤں نے کہا کہ حکومتی وزراء کی جانب سے اظہار رائے اور میڈیا کی آزادی کو یقینی بنانے کے دعوے محض زبانی جمع خرچ ہیں اور صحافیوں کے تحفظ بل دراصل پاکستان کو یورپی یونین کے ساتھ جی ایس پی پلس تجارتی حیثیت برقرار رکھنے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ حامد میر کو ہٹانے اور اسد طور پر حملے نے حکومت اور ریاستی اداروں کے اصل چہروں کو بے نقاب کر دیا گیا ہے۔ پارٹی کے رہنماوں نے میڈیا کارکنوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا اور کہا کہ ایسے حملوں سے تمام ترقی پسند قوتوں اور مزدور اور متوسط طبقے کو یہ احساس دلانا ضروری ہے کہ سنسرشپ کے خلاف جدوجہد اور آزادیء اظہار رائے اور پریس کی آزادی اور حفاظت ان کے لئے کتنا اہم ہے۔ میڈیا مالکان اور غیر جمہوری قوتوں کے گٹھ جوڑ کے ذریعے مزدوروں، میڈیا ورکرز، اور صحافیوں کے معاشی قتل اور گلا گھونٹنے کا سلسہ جاری ہے اور اخبارات اور ٹی وی چینلز سے اب تک چودہ ہزار صحافیوں اور غیر صحافی کارکنوں کو بے روزگار کیا گیا ہے جس کی ہم شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم میڈیا کارکنوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہونگے اور تمام ترقی پسند اور جمہوری قوتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آپس میں یکجہتی کا مظاہرہ کریں اور ریاست اور کارپوریٹ سیکٹر کی لوٹ کھسوٹ بدعنوانی اور جبر کو روکیں اور انہیں جوابدہ بنائیں۔

بقیہ — میٹ پولیس چیف

کے ساتھ قریبی تعاون سے کام کر رہی ہے۔ ہمارے پاس مناسب جگہوں پر افسران موجود ہیں، ہم کچھ عرصہ پہلے سے ہی 21 جون کو لاک ڈاؤن میں نرمی سے نمٹنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں اور ہم اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ہمارے پاس پولیسنگ موجود ہے جو ہماری کمیونٹیز کو شامل کرنے اور ان کی مدد کرنے میں یقین دہانی کر رہی ہے۔

بقیہ — برطانیہ میں ویکسین

ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم عظیم قومی کوشش میں ساتھ کام کرنے والے ہر ایک شخص کے مشکور ہیں۔ ویکسین منسٹر ندیم زہاوی نے کہا ہے کہ برطانیہ نے ایک اور اہم سنگ میل کو چھو لیا ہے۔ دوسری خوراکیں حاصل کرنے میں انگلینڈ دیگر 3 قوموں سے تھوڑا سا آگے ہے جہاں 0 5 اعشاریہ 7 فیصد، یعنی 22442383 افراد نے دو خوراکیں حاصل کر لی ہیں۔

بقیہ — ذکریا احسان

سلامت بریعہ زندانی نے دعا فرمائی۔ شفیق الزمان نے حاضرین کا شکریہ ادا کی اور مرحوم کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ کوویڈ 19 کی وجہ سے جنازے میں محدود افراد نے شرکت کی جن میں ہارون مارشل' حنا ایڈون' عذرا اسلم' اور دیگر عزیز و اقارب اور چرچ کے ارکان شامل ہیں۔ حاضرین نے ان کی سوگوار بیوہ وائلٹ ذکریا کے ساتھ افسوس اور دکھ کا اظہار کیا۔

بقیہ — ڈاکٹر ظہور

بہت خوشی ہوئی، حکومت پاکستان کی جانب سے ان کو صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ فادر بوآز کامران نے اپنے خطاب میں کہا کہ وہ نہایت شکر گزار ہیں کہ سفیر پاکستان نے چرچ کا دورہ کیا اور پاکستانی مسیحی برادری سے ملاقات کی، انہوں نے کہا کہ پچھلے 18 سال میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی سفیر نے چرچ کا دورہ کیا اور پاکستانی مسیحی برادری سے ملاقات کی، فادر بوآز کامران نے اسے بہت حوصلہ افزا اقدام قرار دیا اور کہا کہ ہم سب پاکستانی ہیں اور ہمارے دل پاکستان کیلئے دھڑکتے ہیں پاکستان ہمارا پیارا ملک ہے اور ہم حقیقت میں پاکستان سے پیار کرتے ہیں اور اسے خوشحال اور مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے سفیر پاکستان کو چرچ کی مدد سے سویڈن اور پاکستان میں چلنے والیفلاحی اداروں کی تفصیل بھی بتائی۔ ڈاکٹر ظہور احمد نے تمام مسیحی برادری اور انڈو پاک ایکو میڈیا چرچ کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔ ڈاکٹر ظہور احمد کے ہمراہ ہیڈ ا ?ف چانسری سفارت خانہ پاکستان سٹاک ہوم رزاق تھیبو، پاکستان کیونٹی سے سعید شیخ، کاشف عزیز بھٹہ، حسین ندیم بٹ، محمد توقیر، سجاد آفریدی، رانا فہد بھی شامل تھے۔ انڈو پاک ایکو میڈیا چرچ آمد پر سفیر پاکستان کو چرچ کی انتظامیہ جن میں چرچ کے صدر رابرٹ آصف، فادر بوآز کامران، سہراب، منور، آمون خان و دیگر کی جانب سے خوش آمدید کہا گیا اور پھولوں کا گلدستہ پیش کیا گیا۔

بقیہ — مالک کو جرمانہ

آگے نکل گیا۔ جب وہ کتے کے پاس سے دوڑتے ہوئے گزرا تو کتے نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے چہرے کو بھنبھوڑ ڈالا، پراسیکیوٹر نے بتایا کہ یہ پہلا واقعہ نہیں تھا۔ 2017ء میں بھی رائٹ کے گھر کے سامنے اس کے کتے نے ایک خاتون کے بازو پر کاٹ لیا تھا، ستمبر 2019ء میں بھی رائٹ نے اپنے کتے کو ایک ریلنگ سے باندھ دیا تھا لیکن اس نے ایک 3 سالہ بچے کو کاٹ لیا تھا، جج نے کہا کہ میں نے زخمی بچے کی تصاویر دیکھی ہیں زخم شدید نوعیت کے تھے ہسپتال میں بچے کا علاج ہوا لیکن خراشیں ختم نہیں ہوئیں اب ہوسکتا ہے کہ اسے مزید علاج کرانا پڑے اور عین ممکن ہے کہ خراشوں کے داغ اب عمر بھر اس کے چہرے پر موجود رہیں۔

بقیہ — سالار سلیمان

طور پر اندازہ لگا کر زر تلافی کا اعلان کیا جائے اور اس کے بعد ذمے داری سابقہ حکومتوں پر ڈال دی جائے۔ ان کا کام ختم، اللہ اللہ خیر صلا۔ باقی جنگ ان کے سوشل میڈیا واریئرز لڑ لیں گے اور یہ کسی اور جانب چل دیں گے۔

وفاقی وزیر برائے ریلوے اعظم سواتی نے کہا ہے کہ ٹرین حادثے میں ہلاکتوں پر دل انتہائی رنجیدہ ہے، وزیراعظم عمران خان کی ہدایت پر واقعے کی خود مانیٹرنگ کروں گا، ٹرین حادثے پر نوٹس لیتے ہوئے 24 گھنٹوں میں انکوائری کا حکم دے دیا ہے۔ میں ان پر ابھی کوئی تبصرہ نہیں کروں گا۔ میں ان کی بات پر فی الوقت یقین کر لیتا ہوں کہ وہ جو کہہ رہے ہیں، وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ 24 گھنٹے میں انکوائری بھی کروائیں گے، ذمہ داران کا تعین بھی کریں گے اور پھر ان کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی بھی کریں گے۔ اگرچہ جس وقت آپ یہ پڑھ رہے ہیں، اس وقت تک شاید ایسا کچھ بھی نہ ہو۔

سب سے اہم سوال یہی ہے کہ ٹرین حادثے کیسے رک سکتے ہیں؟ اس کیلیے کچھ کرنے کی نیت چاہیے۔ ریلوے بیوروکریسی کچھ کرنا چاہتی ہے، وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے اگر غلام بلور کے دور میں ریلوے کو تالا لگنے نہیں دیا تھا جبکہ سب کی بھرپور کوشش یہی تھی کہ ریلوے کو تالا لگ جائے تو وہ اب بھی ریلوے کو بچانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ وہ خسارہ کم کرتے ہوئے خسارہ ختم کرنے اور اس کو منافع بخش ادارہ بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ سابقہ حکومت کے اعداد و شمار اٹھا کر دیکھیں تو کام کم از کم ہوتا ہوا نظر آتا تھا۔ معاملات بہتر ہو رہے تھے، حادثے کم ہو چکے تھے، غیر سنجیدگی نہیں تھی، سسٹم بھی اپ گریڈ کیا جا رہا تھا اور سب ایک ٹیم کی طرح سے کام کر رہے تھے۔ پھر اس ملک پر تبدیلی مسلط کر دی گئی اور اب اگر اس حکومت کا دعویٰ بھی ٹھیک مان لیں اور تمام فیکٹس اٹھا کر سائیڈ پر پھینک دیں تو بھی تین سال میں کم از کم 6336 ورکنگ گھنٹے بنتے ہیں۔ یہ چاہتے تو اس میں بہت کچھ ہو سکتا تھا۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ لہٰذا حادثات کا تعلق کل سے ہرگز نہیں ہے، حادثات کا تعلق آج سے ہے۔ حادثات کا تعلق نااہلی اور غیر سنجیدگی سے ہے

بقیہ — جیم فے غوری

وہی سب کچھ تم ہو''۔

یوسف کے بدن میں جیسے بجلی دوڑ گئی وہ محبت کے جذبہ سے سرشار ہوتا گیا۔ اس میں ایک دم اتنی ہمت اور حوصلہ آ گیا۔ اس نے یہ بھی نہ دیکھا پیزا ہاوس میں کافی لوگ موجود ہیں۔ آہستگی کے ساتھ اس نے اپنا داہنا ہاتھ آگے بڑھا کر نور جہاں کے میز پر رکھے ہوئے نرم و نازک سرخ و سفید دائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔ دونوں نے محسوس کیا کہ ایک انجانی قوت اپنی پوری شدت کے ساتھ ان کے بدن میں آ رہی ہے۔ وہ دونوں ایک شدید جذبے کے گہرے سمندر میں نہایت آسانی اور تیزی کے ساتھ اترتے چلے گئے۔ اس شدید جذبے کو مخلوق خدا محبت کہتی ہے۔ نور جہاں بے خودی کے عالم میں کبھی اپنے ہاتھ اور کبھی یوسف کے ہاتھ کو دیکھتے جا رہی تھی۔ اس صورت حال میں یوسف نے کہنا شروع کیا۔ ''کیا تم نے بھی وہی محسوس کیا ہے جو میں نے محسوس کیا ہے''؟ نور جہاں نے یوسف سے پوچھا۔

''ہاں بالکل۔ میں تو محبت کا وہ جذبہ محسوس کر رہا ہوں جو تم بھی محسوس کر رہی ہو''۔ یوسف نے آہستگی کے ساتھ کہا۔

نور جہاں نے آہستہ آہستہ کہا ''یہ تو انوکھا جذبہ ہے اور یہ کیا ہے؟ میں اسے سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں، کیا تم بھی ایسا ہی کر رہے ہو'' نور جہاں نے بڑی معصومیت سے میز پر بکھری چیزوں کی طرف دیکھتے ہوئے یوسف سے پوچھا۔ ''کیا یہ ایک حقیقت ہے''؟

یوسف نے اپنے دونوں ہاتھوں میں نور جہاں کا بائیں ہاتھ لے کر اسے آہستہ سے دباتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''زندگی کا فلسفہ اور محبت کا فلسفہ جنسی تعلقات کے ساتھ ساتھ اور ارادیت کے علاوہ انسانی خیالات، خواہشات اور اخلاقیات سے متعلق نظریات پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ یہ اور کیا ہے؟۔ میں نے تو کتابوں میں یہی لکھا ہوا پڑھا ہے اور ہاں اس سے آگے محبت کی ذیلی شاخیں خود شناسی، مذہب، انسانی فطرت، سیاست اور اخلاقیات کے بارے میں بیانات یا دلائل ہیں جو فطرت اور انسانی زندگی کے کردار کے بارے میں ایک مرکز کے درمیان رابطہ کا کام کرتے ہیں جس میں افلاطونی محبت کے خلاف مزاحمت بھی ہے۔

بقیہ — نذر آتش

ہے کہ اگر آپ اپنی زبان میں کسی دعا کا ترجمہ پڑھ لیں تو درست ہے۔ اس سے شعائر اسلام کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ تاہم ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو قوم کو جاہل رکھنے کیلیے یہ بھی کہتا ہے کہ قرآن پاک عربی میں پڑھنا اس لئے ثواب ہے کہ یہ اللہ کے پیارے نبی کی زبان ہے۔ اب کوئی پوچھے کہ نبیؐ کے ساتھ محبت کی سب سے اہم مثال تو یہ ہو سکتی ہے جس دین کیلئے نبیؐ نے اتنی قربانیاں دیں' لوگوں سے پتھر کھائے اور اپنے وطن سے ہجرت کی' اگر اس دین پر عمل کیا جائے تو عشق نبی کی اس سے بہتر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ تاہم جاہل لوگوں نے ملالہ کی ویڈیو کو اس قدر وائرل کر دیا کہ اسے ملنے والے لائکس کی تعداد کروڑوں میں پہنچ گئی۔ سبحان تیری قدرت۔ ادھر غیر مسلم اس استدلال پر ہنس رہے ہیں اور لوگ ملالہ کی ''مذمت'' کر رہے ہیں کہ شاید ایسا کرنے سے انہیں جنت کا ٹکٹ مل جائے گا۔